

# عقائد نسفی

مترجم

تالیف

امام نجم الدین ابو حفص عمر بن محمد نسفی (متوفی ۷۵۳ھ)

ترجمہ و حواشی

علامہ ابو عاصم غلام حسین ماتریدی

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب ..... عقائد نسفی مترجم

تالیف ..... امام نجم الدین ابو حفص عمر بن محمد نسفی رَحِمَهُ اللہُ

مترجم/محشی ..... علامہ ابو عاصم غلام حسین ماتریدی مَدَّ ظِلُّهُ

کمپوزنگ ..... عزیزہ راشدہ اختر سَلَّمَہَا اللہُ تَعَالٰی

پروف ریڈنگ ..... مولانا محمد ریاض احمد سعیدی

زیر اہتمام ..... قاری غلام مصطفی سَلَّمَہُ اللہُ تَعَالٰی

سال طباعت ..... 2015

صفحات ..... 64

قیمت .....

ملنے کا پتہ

شہباز احمد ..... والٹر سٹریٹ نیوز ایجنٹ برار فیلڈ، لکشا سار۔ انگلینڈ

مکتبہ المصطفیٰ ..... 8 کاسل سٹریٹ برار فیلڈ، لکشا سار۔ انگلینڈ

مکتبہ اسلامیہ ..... مصطفیٰ منزل، 85 بی بلاک کشمیر کالونی، جہلم۔ پاکستان

جمعیت فیض رضا ..... جامعہ قادریہ رضویہ مصطفیٰ آباد سرگودھا روڈ فیصل آباد

27	(17) علم ضروری
27	(18) خبر رسول
28	(19) علم استدلالی
29	(20) کیا عقل ذریعہ علم ہے؟
29	(21) علم ضروری کی تعریف
29	(22) کیا الہام اسباب علم سے ہے؟
29	(23) حدوث عالم کی بحث
29	(24) جوہر و عرض کی بحث
29	(25) عرض کی اقسام
31	(26) محدث عالم اللہ تعالیٰ
31	(27) وجود باری تعالیٰ
31	(28) صفات ذاتیہ
31	(29) صفات سلبیہ
31	(30) کیا صفتیں عین ذات ہیں یا غیر ذات؟
31	(31) صفات کمالیہ
33	(32) صفت کلام
33	(33) کلام حرف و آواز سے پاک
33	(34) قرآن غیر مخلوق ہے
33	(35) صفت تکوین

## فہرست

11	(1) دیباچہ
11	(2) علم عقائد و کلام کی وجہ تسمیہ
12	(3) عقائد اہل سنت ماتریدیہ کی کتابیں
18	(4) صاحب عقائد نسفی
18	(5) العقائد النسفیہ
19	(6) عقائد نسفی کی شروح
21	(7) مقبول ترین شرح
21	(8) سب سے بڑی شرح
22	(9) مرتب کے پیش نظر کتب
25	(10) چیزوں کی حقیقتیں
25	(11) اسباب علم
25	(12) حواس خمسہ
26	(13) اہل حق سے کون مراد ہیں؟
26	(14) علم قدیم و علم حادث
27	(15) خبر صادق کی قسمیں
27	(16) خبر متواتر

- 39 (55) جنت
- 39 (56) دوزخ
- 39 (57) کیا جنت و دوزخ موجود ہیں؟
- 39 (58) کیا گناہ کبیرہ کا مرتکب مومن ہے؟
- 39 (59) کیا مشرک کے سوا سب کی نجات ہوگی؟
- 39 (60) چاہے گناہ کبیرہ کو معاف کرے چاہے صغیرہ پر عذاب دے
- 39 (61) گناہ کو حلال جاننا کفر ہے
- 39 (62) رسولوں اور نیکوں کی شفاعت برحق ہے
- 41 (63) کیا مومن دائمی دوزخی ہوگا؟
- 41 (64) ایمان کی تعریف اور اس کے رکن
- 41 (65) کیا ایمان میں کمی بیشی ہوتی ہے؟
- 41 (66) کیا ایمان و اسلام ایک ہیں؟
- 41 (67) سعید و شقی میں تبدیلی
- 43 (68) رسولوں کی بعثت میں حکمت
- 43 (69) رسولوں کے کام
- 43 (70) معجزات سے تائید
- 43 (71) کیا رسولوں کی تعداد معین ہے؟
- 43 (72) سب سے پہلے نبی اور سب سے آخری نبی کون ہیں؟
- 44 (73) رسول سب سچے، ناصح مبلغ تھے

- 35 (36) دیدار خداوندی
- 35 (37) بندوں کے افعال اختیار
- 36 (38) حسن و قبح میں رضا و عدم رضا
- 36 (39) استطاعت کی تعریف
- 37 (40) تکلیف طاقت کے مطابق دی جاتی ہے
- 37 (41) کیا افعال تولید بندوں کے اختیار میں ہیں؟
- 37 (42) کیا مقتول کی موت وقت مقرر پر ہوتی ہے؟
- 37 (43) کیا دو موتیں ہیں؟
- 37 (44) کیا حرام بھی رزق ہے؟
- 37 (45) کیا ہر شخص اپنی ہی روزی کھاتا ہے؟
- 37 (46) ہدایت و ضلالت کا خالق اللہ تعالیٰ ہے
- 37 (47) کیا اللہ تعالیٰ پر کوئی چیز واجب ہے؟
- 39 (48) عذاب قبر برحق ہے
- 39 (49) سوال منکر و نکیر
- 39 (50) وزن اعمال
- 39 (51) نامہ اعمال
- 39 (52) سوال
- 39 (53) حوض
- 39 (54) پل صراط

- 51 (93) کیا نیک و بد کی اقتداء جائز ہے؟
- 51 (94) عشرہ مبشرہ
- 51 (95) نبی زتمر کی حلت
- 51 (96) موزوں پر مسح کا جواز
- 51 (97) ولی مرتبہ نبی کو نہیں پہنچ سکتا
- 51 (98) قرآن وحدیث کے متعارف معانی لئے جائیں
- 52 (99) کیا گناہ کو حقیر جاننا کفر ہے؟
- 52 (100) شریعت کا مذاق اڑانا کفر ہے
- 52 (101) رحمت خداوندی سے مایوسی کفر ہے
- 52 (102) عذاب سے بے خوفی کفر ہے
- 52 (103) کاہن کی خبر کو سچا جاننا کفر ہے؟
- 52 (104) معدوم کوئی چیز نہیں
- 52 (105) دعاؤں اور صدقوں سے مردوں کو فائدہ
- 53 (106) اللہ تعالیٰ بندوں کی دعائیں قبول کرتا ہے
- 53 (107) علامات قیامت
- 53 (108) مجتہد کی خطا و صواب
- 53 (109) انسانوں اور فرشتوں کے درمیان فضیلت
- 53 (110) شرف انسانیت
- 61 (111) مؤلف کی مطبوعہ اور غیر مطبوعہ کتب کی فہرست

- 44 (74) افضل الرسل محمد مصطفیٰ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہیں
- 45 (75) فرشتوں کی حقیقت اور ان کے کام
- 45 (76) آسمانی کتابیں اور ان کے مضامین
- 45 (77) معراج رسول صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم
- 45 (78) کرامات برحق ہیں
- 46 (79) کرامات کی چند مثالیں
- 46 (80) ولی کی کرامت نبی کا معجزہ
- 46 (81) ولی کون ہوتا ہے؟
- 47 (82) مسئلہ امامت (خلفاء راشدین)
- 47 (83) ترتیب خلافت
- 47 (84) مدت خلافت کیا ہے؟
- 47 (85) مسلمانوں کے امام کی ضرورت
- 47 (86) خلیفہ کے فرائض منصبی
- 49 (87) امام غائب کا عقیدہ درست نہیں
- 49 (88) کیا امام کا قریشی ہونا شرط ہے؟
- 49 (89) کیا امامت کے لئے عصمت شرط ہے؟
- 49 (90) کیا امام کا اہل زمانہ سے افضل ہونا ضروری ہے؟
- 49 (91) شرائط امامت (امام کیسا ہو)
- 49 (92) کیا امام کو فسق وجور کی وجہ سے معذور کیا جاسکتا ہے؟

## دیباچہ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

قارئین کرام!

علم کلام کو علم عقائد، اصول الدین، الفقہ الاکبر، علم التوحید والصفات، علم الاستدلال اور علم الکلام کے ناموں سے موسوم کیا جاتا ہے اور اس علم میں اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات کے علاوہ نبوت و رسالت، معاد، امامت اور خلافت کے مسائل بھی بیان کئے جاتے ہیں۔

اس علم کی تعریف یوں کی جاتی ہے کہ علم کلام وہ علم ہے جس کے ذریعہ سے دوسروں پر عقائد دینیہ کو مدلل طور پر ثابت کیا جاتا ہے اور شبہات کا ازالہ بھی کیا جاتا ہے۔ یہ علم تمام علوم سے زیادہ بزرگی والا ہے۔ قرون سابقہ میں اس علم کو الفقہ الاکبر کہتے تھے۔

چنانچہ فخر الاسلام ہزدوی ”فقہ اکبر“ کے بارے میں فرماتے ہیں:

( وَقَدْ صَنَّفَ أَبُو حَنِيفَةَ ذَٰلِكَ ) أَيْ فِي عِلْمِ التَّوْحِيدِ وَالصِّفَاتِ

كِتَابَ الْفِقْهِ الْأَكْبَرِ سَمَّاهُ أَكْبَرُ الْخ

كشف الاسرار 71:1

بعض کہتے ہیں کہ فقہ کے تین اجزاء ہیں:

(۱) فقہ اکبر یعنی اعتقادات حقہ

(۲) فقہ اوسط یعنی قلبی خلوص نیت وغیرہ

(۳) فقہ اصغر یعنی ظاہری اعضاء کے اعمال جیسے رکوع و سجود

مقدمہ عین الہدایہ مولانا امیر علی

چونکہ بعض اہل تحقیق کے نزدیک سب سے پہلے جس مسئلہ میں اختلاف پیدا ہو ا تھا وہ کلام الہی (قرآن مجید) کا مسئلہ تھا۔ معتزلہ علانیہ کہتے تھے کہ کلام اللہ مخلوق و محدث ہے اور اہل السنۃ والجماعت اس کو غیر مخلوق اور قدیم مانتے تھے تو ایک جزو کے نام سے سارے اجزاء کا نام علم کلام مقرر ہو گیا۔

صدر الشواہد

علم کلام کی وجہ تسمیہ کے متعلق اور بھی اقوال ہیں جن کے ذکر کرنے کی یہاں ضرورت نہیں ہے اب یہاں علم عقائد و کلام پر لکھی گئی عقائد اہل سنت و جماعت ماتریدیہ حنفیہ کی چند کتابوں کا تعارف پیش کیا جاتا ہے۔ امید ہے قارئین کرام کی معلومات میں اضافہ ہوگا۔

وَاللَّهُ الْمُؤَفَّقُ وَبِهِ اسْتَعِينُ وَعَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ

## عقائد اہل سنت کی کتابیں

دوسری صدی ہجری سے لے کر آج ۱۴۲۱ھ تک عقائد اہل سنت حنفیہ ماتریدیہ کے موضوع پر مختلف زبانوں، مختلف زمانوں اور مختلف ملکوں میں سینکڑوں

کتب لکھی گئی ہیں جن کا احصاء اور شمار کرنا بہت مشکل اور دشوار ہے۔ مگر یہاں صرف چند اہم اور زیادہ مشہور کتب کا تعارف پیش کیا جاتا ہے جو علم کلام و عقائد پر تحریر کی گئیں ہیں۔

#### (1) فقہ اکبر

حضرت امام ابوحنیفہ نعمان بن ثابت کو فی رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَیْہِ (متوفی ۱۵۰ھ) کی ہے اس کی بہت سی شرحیں تحریر کی گئی ہیں۔ یہ بعض مدارس میں داخل نصاب بھی ہے۔

#### (2) العقیدۃ الطحاویہ (العقائد الطحاویہ)

حضرت ابو جعفر احمد طحاوی حنفی (متوفی ۳۲۱ھ) کی ہے۔ اس کی بہت سی شرحیں لکھی گئی ہیں۔ یہ عقائد میں بڑی عمدہ کتاب ہے اور بعض مدارس میں پڑھائی جاتی ہے۔

#### (3) کتاب التوحید

حضرت امام علم الہدی ابو منصور محمد بن محمد ماتریدی سمرقندی (متوفی ۳۳۳ھ) کی تالیف ہے۔

#### (4) اصول الدین

صدر الاسلام قاضی ابوالیسر محمد بن محمد بزدوی (متوفی ۴۸۴ھ) نے لکھی ہے۔ اس میں علم کلام و عقائد کے بڑے اہم مسائل آسان طریقہ سے بیان کئے گئے ہیں۔

#### (5) التمہید فی بیان التوحید

امام ابو شکور محمد بن عبدالسید سالمی نیشاپوری نے تالیف فرمائی ہے۔ یہ امام پانچویں صدی ہجری میں ہوئے ہیں جیسا کہ ”التمہید فی بیان التوحید“ مخطوط کے ورق ۱۸۶ پر لکھا ہے۔ کسی زمانہ میں یہ کتاب بعض دینی مدارس میں پڑھی پڑھائی جاتی تھی۔ چنانچہ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء نے یہ کتاب حضرت شیخ فرید الدین شکر گنج سے پوری سبقاً پڑھی تھی۔

تاریخ دعوت و عزیمت ۳:۶۴

نیز بعض کتابوں میں اس کے حوالے بھی ملتے ہیں۔

#### (6) تَبْصِرَةُ الْأَدِلَّةِ فِي أَصُولِ الدِّينِ

عَلَى طَرِيقَةِ أَبِي مَنْصُورِ الْمَاتَرِيدِي

یہ سیف الحق والدین امام ابوالمعین میمون نسفی (متوفی ۵۰۸ھ) نے لکھی ہے اس میں عقائد ماتریدیہ حنفیہ کو بڑی تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے۔ نیز دیگر فرقوں کے بھی نظریات کا ذکر کیا گیا ہے۔ اس اعتبار سے یہ بڑی مفصل کتاب ہے۔ امام ابوالمعین کی بَحْرُ الْكَلَامِ التَّمْهِيدُ لِقَوَاعِدِ التَّوْحِيدِ بڑی عمدہ کتابیں ہیں۔

#### (7) التمهيد لقواعد التوحيد

علامہ ابو الثناء محمد بن زید لامشی ماتریدی (متوفی ۵۰۶ھ غالباً) کی تصنیف

ہے۔

## (8) العقائد النسفية

امام العقائد نجم الدين ابو حفص عمر بن محمد نسفي (متوفى ۵۳۵ھ) کی یہ کتاب بڑی مستند ہے۔ عقائد ماتریدیہ کا خلاصہ اور لب لباب ہے۔ اس کی ۳۵ سے زائد شرحیں تحریر کی گئیں ہیں مگر سب سے زیادہ مشہور و متداول شرح ”عقائد نسفی“ علامہ سعد الدین تفتازانی کی ہے جس کے تقریباً ۸۰ کے قریب شروح و حواشی تحریر کیے گئے ہیں۔ قریب زمانہ میں علامہ شمس الدین صواتی نے اس کی تین جلدوں میں عربی شرح لکھی ہے جس کا نام الجواهر البہیہ علی شرح عقائد النسفیہ ہے۔ راقم الحروف نے بھی العقائد النسفیہ کی اردو زبان میں نہایت آسان شرح تحریر کی تھی جو ”اسلامی عقائد کے نام سے شائع کی گئی تھی۔

## (9) قصیدہ بدء الامالی

امام سراج الدین امام الحرمین علی بن عثمان (متوفی ۵۹۹ھ) کی بہترین تصنیف ہے۔ اس کی متعدد شروح لکھی گئی ہیں۔

## (10) البدایہ من الکفایہ فی اصول الدین

مناظر اسلام نور الدین احمد صابونی بخاری (متوفی ۸۰۰ھ) کی یہ کتاب عقائد اہل سنت و جماعت حنفیہ ماتریدیہ کی بڑی اہم کتاب ہے جو مصر میں طبع ہو چکی ہے (11) المعتمد فی المعتقد (محشی فارسی)

امام اجل ابو عبد اللہ فضل اللہ توربشتی (متوفی ۶۶۱ھ) کی کتاب فارسی زبان میں ہے اور عقائد و کلام کے موضوع پر جامع اور عمدہ طریقے پر مرتب ہے۔

## (12) عمدة العقائد فی اصول الدین

امام ابوالبرکات حافظ الدین عبد اللہ نسفی رحمہ اللہ (متوفی ۱۰۱۵ھ) کی تالیف ہے۔ یہ کتاب ”عمدہ عقیدہ اہل سنت و الجماعت عمدة العقائد“ ”العقيدة الحافظية اور عمدة العقائد فی اصول الدین کے ناموں سے مشہور ہے۔ اس کتاب کو بڑی اہمیت حاصل رہی ہے۔ بہت سے علما نے اس کی متعدد شرحیں لکھی ہیں۔

## (13) تکمیل الايمان و تقوية الايقان

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی (متوفی ۱۰۵۲ھ) کی یہ کتاب فارسی میں ہے اور اس کا اردو ترجمہ بھی ملتا ہے۔

## (14) عقائد اہل سنت و جماعت

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی (متوفی ۱۰۳۳ھ) کے عقائد اہل سنت و جماعت کے موضوع پر تین مکتوب ہیں۔ یعنی مکتوب 266 دفتر اول جس میں 21 عقیدے مذکور ہیں۔ مکتوب 67 دفتر دوم میں 25 عقیدے بیان ہوئے ہیں اور مکتوب 17 دفتر سوم میں اعتقادات کے زیر عنوان 14 عقائد بیان کیے گئے ہیں جو عقائد کی اصلاح کے لئے بے حد مفید ہیں۔

## (15) اشارات المرام من عبارات الامام

علامہ کمال الدین احمد البیاضی (متوفی ۱۰۹۸ھ ہجری) کی تصنیف ہے۔ علامہ موصوف نے حضرت امام ابو حنیفہ کے رسائل خمسہ اصول المنیفة



مرتب کر کے اس کی بڑی جامع اور معلوماتی شرح تحریر لکھی تھی جو طبع ہو چکی ہے۔

(16) مرام الکلام فی عقائد الاسلام مع ایمان نامہ

حضرت علامہ عبدالعزیز بن احمد حامد قریشی افغانی ثم ملتانی فرہاروی (متوفی ۱۲۳۹ھ) کی تصنیف ہے جو کہ ترتیب و تحریر کے اعتبار سے بڑی عمدہ ہے مگر اس کو احسن طریقہ سے طبع نہیں کیا گیا۔

(17) المعتقد المنتقد (عربی)

علامہ فضل رسول بدایونی (متوفی ۱۲۸۹ھ) کی اس کتاب میں عقائد اہل سنت و جماعت کا اثبات اور اس دور کے بعض فرقوں کا رد ہے۔ اس کے آغاز میں علامہ فضل حق خیر آبادی، علامہ مفتی صدر الدین، شیخ احمد سعید مجددی اور مولانا حیدر علی رَحْمَهُمُ اللہ تَعَالٰی تقارین ہیں جن سے کتاب کی اہمیت و افادیت ظاہر ہوتی ہے۔

(18) الحصون الحمیدۃ للحافظۃ علی العقائد الاسلامیہ

یہ علامہ حسین آفندی بن محمد مصطفیٰ طرابلسی شامی (متوفی ۱۲۳۲ھ) کی

تالیف ہے جو کہ الرسالة الحمیدۃ فی حقیقت الدیانۃ الاسلامیۃ

وحقیقۃ الشریعۃ المحمدیۃ بہترین خلاصہ ہے جو طلبہ کے لئے بے حد مفید

کتاب ہے۔ اسی طرح اور بھی بہت سی کتابیں علم عقائد و کلام کے موضوع پر ہیں مگر

طوالت کے خوف کے ان کا ذکر نہیں کیا۔ عقائد کی درستی کے لئے ان کتابوں سے

ضرور استفادہ کرنا چاہیے تاکہ عقائد میں پختگی اور علم میں وسعت پیدا ہو۔

وَاللّٰهُ الْمَوْفِقُ

## صاحب عقائد نسفی

امام نجم الدین ابو حفص عمر بن محمد بن احمد نسفی رَحِمَهُ اللہ تَعَالٰی ۴۲ ہجری کو ماوراء النہر کے شہر نسف میں پیدا ہوئے۔ آپ کی کنیت ابو حفص، لقب نجم الدین، اور صفت نسبتی نسفی اور سمرقندی ہے۔ آپ نے حصول علم کی خاطر مکہ معظمہ اور دیگر ملکوں کے اہم شہروں کا سفر کیا تھا۔ کہا جاتا ہے کہ امام نجم الدین نسفی نے تحصیل علم حدیث و فقہ کے لئے ساڑھے پانچ سو شیوخ و اساتذہ کی خدمت میں زانوئے تلمذ طے کیا۔

آپ نے سو کے قریب کتابیں لکھیں ہیں جو کہ تفسیر و قرأت، حدیث، فقہ، تصوف و اخلاق، تاریخ و تذکرہ، لغت و ادب اور عقائد میں ہیں۔ اکیس کتابوں کے نام تو تذکروں میں ملتے ہیں۔

غرضیکہ آپ بہت بڑے مفسر، محدث، متکلم، فقیہ، مؤرخ، ادیب ناظم، نحوی اور لغوی امام ابو منصور ماتریدی کے طریقے پر چلنے والے تھے۔ انہیں کے عقائد و مسلک کا درس دیا کرتے تھے اور انہیں کے نظریات کے مطابق کتاب العقائد لکھی جو عقائد نسفی کے نام سے مشہور ہے جس کو خاص قسم کی مقبولیت حاصل ہوئی ہے۔ آپ کے شاگردوں میں سے صاحب ہدایہ بھی ہیں۔ آپ نے ۱۲ جمادی الاولیٰ ۵۳۵ ہجری میں سمرقند میں انتقال فرمایا۔



## العقائد النسفية

علم عقائد وکلام اشرف العلوم اور رئیس الفنون ہے جس کے متعلق لاتعداد کتابیں لکھی جا چکی ہیں اور لکھی جا رہی ہیں مگر سب سے زیادہ مستند اور مقبول کتاب امام ابوحنیفہ عمر نسفی کی العقائد النسفية ہے، جو نہایت مختصر اور مسائل اعتقادیہ کا گویا ایک خزانہ ہے۔ لیکن جو مقبولیت اسے حاصل ہوئی ہے کسی اور کتاب کو حاصل نہ ہو سکی۔ اس کی متعدد شرحیں تحریر کی گئی ہیں۔ چنانچہ جناب اتیاز علی عرشی صاحب لکھتے ہیں۔

العقائد النسفية یہ عقائد پر چھوٹا سا رسالہ ہے مگر خدا نے اسے قبولیت وہ بخشی ہے کہ باید و شاید۔ بڑے بڑے فاضلوں نے اس کی شرحیں اور شرحوں کے حاشیے لکھ کر رائی کے دانے کو پہاڑ کی بلندی عطا کر دی۔ آج تک درس نظامی میں شامل اور خفیوں کے لیے مشعل راہ کا کام دے رہا ہے۔

مقالات عرشی

اس کی شرح کی تعداد بہت زیادہ ہے اور علماء اہل السنۃ والجماعت نے خصوصی توجہ رکھی ہے۔

وَقَدْ عَكَفَ عَلَيْهِ الْمَاثِرِيَّةُ فَالْفُؤَا حَوْلَهُ أَكْثَرَ مِنْ مِّائَةِ كِتَابٍ مَا  
بَيَّنَّ شُرُوحَ الشُّرُوحِ وَالْحَوَاشِي الْحَوَاشِي عَلَى الْحَوَاشِي  
كشف الظنون

## شرح عقائد نسفی

بعض شرح کے نام یہ ہیں:

(1) شرح العقائد

شخص الدین ابوالثنا محمد بن احمد اصفہانی

(2) شرح القلائد علی شرح العقائد النسفية

شیخ جمال الدین محمود احمد مسعود

(3) حل العقائد فی شرح العقائد

شیخ زادہ ہروی

(4) القول الوافی لشرح العقائد النسفية

شیخ ابو عبد اللہ محمد بن زین الدین

(5) شرح العقائد النسفية

علامہ سعد الدین تفتازانی

(6) الفوائد القادرية شرح العقائد النسفية

عبد القادر

(7) شرح العقائد النسفية فی عقيدة الاسلامیہ

ڈاکٹر عبد الملک عبد الرحمن سعدی عراقی

(8) حلاوت الايمان موسوم عبديہ شرح عقائد (تفصیلی)

عبد اللہ جامی بہاول پوری

(9) الجواهر البهية على شرح العقائد النسفية

علامہ شمس الدین افغانی صواتی

مقبول ترین اور سب سے بڑی شرح

ان شروح میں سے سب سے زیادہ مقبول، مشہور اور متداول شرح العقائد النسفية (علامہ سعد الدین تفتازانی) ہے۔ بعض کے نزدیک اس کے 36 سے زائد کی شروح و حواشی اور بعض کے نزدیک 80 کے قریب اس کے حواشی و شروح ہیں جو کہ زیادہ تر شروح علی الشروح، حواشی علی الحواشی ہیں۔ شرح عقائد (علامہ سعد الدین تفتازانی) کی سب سے بڑی جامع شرح عقائد نسفی کی نبر اس ہے۔ اور الجواهر البهية جامع اور مفصل شرح ہے جو کہ تین جلدوں میں ہے مگر صرف ایک جلد طبع ہوئی ہے۔

اس میں بہت سے ایسے مسائل بھی ہیں جن میں بعض فرقوں کا رد کیا گیا ہے۔ اس کی مقبولیت کا یہ عالم ہے کہ صدیوں سے دینی مدارس میں عقائد نسفی مع شرح پڑھی پڑھائی جاتی رہی ہے۔ اور اب بھی یہ کتاب اپنی مقبولیت کی وجہ سے پاکستان، ہندوستان، بنگلہ دیش، افغانستان اور عراق وغیرہ کے دینی مدارس میں پڑھی پڑھائی جاتی ہے۔ نیز جامع ازہر کے نصاب میں بھی داخل درس ہے۔

چنانچہ علامہ ڈاکٹر فتح اللہ فرماتے ہیں:

إِتَّخَذَ الْأَزْهَرُ فِي مِصْرَ هَذَا الْكِتَابَ مَصْدَرًا أَسَاسِيًّا لِدِرَاسَةِ التَّوْحِيدِ  
مُنْذُ زَمَانٍ بَعِيدٍ وَمَا زَالَ إِلَى يَوْمِنَا هَذَا هُوَ عُمْدَةٌ عِنْدَ عُلَمَائِ الْأَزْهَرِ وَطُلَّابِهِ فِي  
مَادَّةِ التَّوْحِيدِ (مقدمہ کتاب التوحید: ۹)

اسی اہمیت کے پیش نظر آج سے چند سال قبل راقم الحروف نے عقائد نسفی

کی ایک مفصل اور جامع شرح اردو میں لکھ کر شائع کر دی تھی اور اس سے کچھ عرصہ پہلے العقائد النسفية عربی اردو، مصباح الفرائد فی ترجمۃ العقائد سے طبع کرادی تھی۔ اب دوسری مرتبہ اردو مع عربی متن کے ساتھ پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں۔ اور یہ نقش اول کی بنسبت زیادہ مفید اور آسان ہوگی۔ جن لوگوں کے پاس وقت کی قلت ہو وہ اس سے فائدہ حاصل کریں اور جن کے پاس وقت زیادہ ہو تو وہ راقم کی کتاب شرح عقائد نسفی کا مطالعہ کریں۔

مرتب کے پیش نظر کتب:

متن عقائد نسفی کی ترتیب و ترجمانی کے وقت مندرجہ ذیل کتب پیش نظر رہی ہیں:

(1) شرح عقائد النسفی

(2) نبر اس

(3) بغية الرائد

(4) شرح النسفية فی عقيدة الاسلامیة

(5) مجموعة الحواشی البهية علی شرح العقائد النسفية

(6) متن العقائد نسفی (مطبوعہ ترکی)

(7) حلاوت الایمان شرح عقائد نسفی

(8) احسن الفوائد فی حل شرح العقائد

(9) تہذیب العقائد

(10) بیان الفوائد

(11) العقائد النسفية (مطبوعہ لندن ۱۸۴۳ء) وغیرہ۔

۱۲۲۱ مطابق ۲۰۰۰ء

[illegible]

قولہ اہل الحق: اہل حق سے مراد اہل سنت و جماعت ہیں۔ اس نام سے موسوم ہونے کی ایک وجہ تو یہ ہو سکتی ہے کہ ”حق“ اللہ کے اسماء میں سے ہے۔ چونکہ اہل سنت و جماعت حق تعالیٰ کا وجود ثابت کرتے ہیں اس لئے انہیں حق کہا گیا ہے۔ دوسری وجہ یہ ہو سکتی ہے کہ حق کے معنی جزم و احتیاط کے بھی آتے ہیں۔ چونکہ جو بات ظاہر کتاب و سنت سے ثابت ہے اور جس پر صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین ہیں یہ حضرات اس کی حفاظت اور پابندی کرتے ہیں۔ حتی الامکان اس سے کسی عقلی دلیل کی بنا پر انحراف نہیں کرتے۔ یہی احتیاط کا تقاضہ بھی ہے۔ اس بنا پر وہ اہل حق بمعنی اہل احتیاط کے نام سے موسوم ہوئے ہیں۔

قولہ اسباب العلم: علم کی دو قسمیں ہیں۔ علم قدیم اور علم حادث۔ علم قدیم، اللہ تعالیٰ کی صفات کمالیہ میں سے ایک صفت ہے جو ازلی وابدی ہے اور اللہ تعالیٰ کے لئے خاص ہے اور علم حادث مخلوق کا علم ہے اور اس کی دو قسمیں ہیں۔ علم ضروری جس میں غور و فکر درکار نہ ہو۔ جو غور و فکر کا محتاج ہو وہ اکتسابی اور کسبی ہے۔ اور یہاں علم حادث مراد ہے اسی لئے ”للخلق“ فرمایا ہے اور خلق بمعنی مخلوق ہے۔ اس سے مراد انسان، فرشتے اور جن ہیں۔

قولہ توقف: یعنی ہر حاسہ کے ذریعہ سے آگاہی ہوتی ہے جس کے لئے وہ حاسہ پیدا کیا گیا ہے۔ تو کیا ایک حاسہ کے ذریعہ جن چیزوں کا ادراک ہوتا ہے ان چیزوں کا ادراک دوسرے حاسہ سے ممکن ہے یا نہیں؟ جواباً عرض ہے کہ یہ مسئلہ مختلف فیہ ہے۔ فلاسفہ کا کہنا ہے کہ ایسا ممکن نہیں اور اہل السنۃ والجماعت کا فرمان ہے کہ ایسا ممکن ہے، کیونکہ حواس کے ذریعہ ادراک اللہ تعالیٰ کے خلق و ایجاد کا نتیجہ ہے، جو فی نفسہ حواس کی تاثیر سے نہیں اس لئے اس میں کوئی استحالہ (ناممکن ہونا) نہیں کہ اللہ تعالیٰ قوت باصرہ کے ذریعہ آوازوں کا اور سامعہ کے ذریعہ الوان اور اشکال کا ادراک ہمارے اندر پیدا فرمادے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے وَمَا ذَلِكَ عَلَى اللَّهِ بِعَزِيزٍ لِّیْهِ كَوْنُیْ مُشْكِلٌ بَاتٍ نِّهَیْ۔

وَالْخَبْرُ الصَّادِقُ عَلَى نَوْعَيْنِ: أَحَدُهُمَا الْخَبْرُ الْمُتَوَاتِرُ، وَهُوَ عَلَى السَّنَةِ قَوْمٌ لَا يُتَصَوَّرُ تَوَاطُؤُهُمْ عَلَى الْكِذْبِ وَهُوَ مُوجِبٌ لِلْعِلْمِ الضَّرُورِيِّ كَالْعِلْمِ بِالْمُلُوكِ الْخَالِيَةِ فِي الْأَزْمَنَةِ الْمَاضِيَةِ، وَالْبُلْدِ النَّائِيَةِ وَالنَّوْعُ الثَّانِي خَبْرُ الرَّسُولِ الْمُؤَيَّدِ بِالْمُعْجَزَةِ وَهُوَ يُوجِبُ الْعِلْمَ الْإِسْتِدْلَالِيَّ، وَالْعِلْمُ الثَّابِتُ بِهِ يُضَاهِي الْعِلْمَ الثَّابِتَ بِالضَّرُورَةِ فِي النِّيقِنِ وَالثَّبَاتِ۔

ترجمہ اور خبر صادق دو قسموں پر ہے ان میں سے ایک تو خبر متواتر ہے۔ وہ ایسی خبر ہے جو اتنے لوگوں کی زبانی ثابت ہو جن کا جھوٹ پر متفق ہونا متصور نہ ہو۔ اور (وہ بدیہی طور پر) علم ضروری (1) کا فائدہ دینے والی ہے جیسے گزشتہ زمانوں میں گزرے ہوئے بادشاہوں کا علم اور دور دراز کے شہروں کا علم۔ اور دوسری قسم اس رسول (2) کی خبر ہے جس کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے قوت بخشی گئی ہو جس کی رسالت معجزہ (3) سے ثابت ہو اور وہ خبر رسول ایسے علم کو ثابت کرتی ہے جو استدلالی ہو اور جو علم خبر رسول سے ثابت (حاصل) ہوتا ہے وہ اس علم کے مشابہ (4) ہوتا ہے جو صفت ضرورت کے ساتھ بلا استدلال حاصل ہوتا ہے یقینی ہونے اور ثابت ہونے میں (یعنی خبر رسول سے حاصل ہونے والا علم اگرچہ نظری و استدلالی ہے بایں ہمہ کہ یقینی ہونے اور ثابت و قائم رہنے میں وہ علم ضروری کے مشابہ ہے)

(1) ضروری کے دو معنی ہیں؛ ضروری وہ علم جو اللہ تعالیٰ انسان میں بغیر کسب اور غور و فکر کے پیدا فرمائے جیسے انسان کو اپنے وجود کا علم، کیونکہ اس کا حصول انسان کی طاقت سے باہر ہے۔ ضروری وہ علم جو پہلی نظر سے بغیر غور و فکر کئے حاصل ہو جیسے ہر چیز کا کل اس کے جز سے بڑا ہے کیونکہ کل و جزء

کے تصور کے بعد علم حاصل ہوتا ہے۔ بدیہی وہ علم ہے جس میں غور و فکر کی ضرورت نہ ہو اور ضروری اور بدیہی میں کوئی فرق نہیں۔

علم استدلالی وہ علم ہے جو دلیل میں غور و فکر کرنے سے حاصل ہو جیسے دھواں دیکھنے سے آگ کے وجود کا علم حاصل ہوتا ہے۔

علم اکتسابی وہ علم ہے جو حواس خمسہ، خبر صادق اور عقل کے ذریعہ غور و فکر کرنے سے حاصل ہو۔ خیال رہے کہ علم ضروری غیر اختیاری کے مقابل علم اکتسابی ہے اور علم ضروری بدیہی کے مقابل استدلالی ہے۔

(2) رسول وہ ہے مثل انسان ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے مخلوق کی طرف احکام شرعیہ پہنچانے کے لئے مبعوث فرمایا ہو۔ اور رسول بمعنی مرسل یعنی اللہ تعالیٰ کا بھیجا ہوا ہے۔

(3) معجزہ وہ عادت توڑنے والا امر ہے جس کے ذریعہ اس شخص کی سچائی ظاہر کرنا مقصود ہوتا ہے، جو اپنے رسول ہونے کا دعویٰ کرتا ہے۔

علامہ تفتازانی لکھتے ہیں:

أَمْرٌ خَارِقٌ لِلْعَادَةِ مَقْرُونٌ بِالتَّحْدِثِ مَعَ عَدَمِ الْمُعَارَضَةِ۔ (شرح مقاصد)

معجزہ نبی کے ہاتھ پر ظاہر ہونے والا وہ خارق (خلاف) عادت امر ہے کہ باوجود چیلنج کرنے کے کوئی غیر نبی اس کا مثل پیش نہ کر سکے۔ جیسا کہ نبی ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کی شکل میں ایسا عظیم الشان دائمی معجزہ عطا فرمایا۔ چیلنج کے باوجود آج تک کوئی اس کی مثل پیش کر سکا اور نہ پیش کرے گا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

{ وَإِنْ كُنْتُمْ فِي رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلَىٰ عَبْدِنَا فَأْتُوا بِسُورَةٍ مِّثْلِهِ مَلَاهِدًا أَوْ كُفُّوا عَنْهُ فَإِنَّ كُفْرَكُمْ تَكْبَرُ } البقرہ 23:2

(4) قولہ یضامی ای یعنی خبر رسول ﷺ جو علم سے ثابت ہو وہ علم ضروری کے مشابہ ہے۔ جس طرح محسوسات، بدیہیات، اور متواترات کا علم ضروری یقین کے معنی میں ہے اسی طرح خبر رسول سے حاصل ہونے والا علم استدلالی یقین کے معنی میں ہے۔

وَأَمَّا الْعَقْلُ فَهُوَ سَبَبٌ لِلْعِلْمِ أَيْضًا وَمَاتَّبَتْ مِنْهُ بِالْبَدَاهَةِ فَهُوَ ضَرُورِيٌّ كَالْعِلْمِ بَأَنَّ كُلَّ شَيْءٍ أَعْظَمُ مِنْ جُزْئِهِ وَمَا تَبَّتْ مِنْهُ بِالْإِسْتِدْلَالِ فَهُوَ اِكْتِسَابِيٌّ۔ وَالْإِلَهَامُ لَيْسَ مِنْ أَسْبَابِ الْمَعْرِفَةِ بِصِحَّةِ الشَّيْءِ عِنْدَ أَهْلِ الْحَقِّ وَالْعَالَمِ بِجَمِيعِ أَجْزَائِهِ مُحَدَّثٌ۔ إِذْهُوَ أَعْيَانٌ وَأَعْرَاضٌ۔ فَلَا أَعْيَانُ مَا يَكُونُ لَهُ قِيَامٌ بِذَاتِهِ وَهُوَ إِمَّا مُرَكَّبٌ وَهُوَ الْجِسْمُ أَوْ غَيْرُ مُرَكَّبٍ كَالْجَوْهَرِ وَهُوَ الْجُزْءُ الَّذِي لَا يَتَخَلَّفُ وَالْعَرَضُ مَالًا يَقُومُ بِذَاتِهِ۔ وَهُوَ يَحْدُثُ فِي الْأَجْسَامِ وَالْجَوَاهِرِ كَالْأَلْوَانِ وَالْأَكْوَانِ وَالطُّعُومِ وَالرَّوَائِحِ۔

ترجمہ اور بہر حال جو عقل (سلیم) ہے تو وہ بھی سبب علم ہے (1) (عقل انسان کی وہ قوت ہے جس کی وجہ سے وہ علوم و ادراکات نظریہ کی استعداد رکھتا ہے) اور جو علم عقل سے بدیہی طور پر (بغیر غور و فکر کے) حاصل ہو تو وہ ضروری ہے جیسے اس بات کا علم کہ ہر چیز کا کل اس کے اپنے جز سے بڑا ہوتا ہے اور جو علم استدلال سے (حاصل) ہو تو وہ اکتسابی اور کسی ہے (جو غور و فکر توجہ کرنے سے حاصل ہو وہ استدلالی ہے۔ جیسے دھواں دیکھنے سے آگ کا علم ہو) اور الہام (جس کی تفسیر دل میں فیض کے طور پر کسی بات کے ڈالنے سے کی جاتی ہے)۔ اہل حق کے نزدیک شے کی صحت کے اسباب علم میں سے نہیں (الہام علم کا سبب نہیں ہے کہ اس کے ذریعہ سے کوئی چیز ثابت ہو)۔ اور عالم (دنیا) اپنے تمام اجزاء (حصوں) سمیت محدث ہے۔ (یعنی عدم سے نکال کر وجود کی طرف لایا گیا) کہ پہلے معدوم تھا پھر موجود ہوا، اس لئے کہ وہ (عالم) اعیان و اعراض کا مجموعہ ہے (2) تو اعیان وہ چیزیں (ممکن)



ہیں جن کا قیام بالذات ہو (جیسے زمین و آسمان حجر و شجر وغیرہ) اور وہ اعیان مرکب ہوگا (دو جزے یا زائد سے) اور وہ مرکب صرف جسم ہے یا وہ غیر مرکب ہوگا جو ہر کی طرح، اور وہ ایسا ٹکڑا ہے جو مزید ٹکڑے نہ ہو سکے اور عرض وہ ممکن ہے جو قائم بالذات نہ ہو (بلکہ قائم بالغیر ہو) جیسے کپڑے پر رنگ اور کاغذ پر حروف کا ہونا اور دیوار پر سیاہی سفیدی کا ہونا۔ (اور وہ عرض اجسام و جواہر میں پیدا ہوتا ہے جیسے رنگ سیاہ، سفید، سرخ، سبز، زرد) اور (اجتماع افتراق، حرکت سکون) کا ہونا جیسے ذائقے اور بوئیں ہیں۔

(1) عقل کے معنی لغت میں قید و بیڑی کے ہیں۔ عقل کو اس لئے عقل کہتے ہیں کہ وہ برے افعال سے روکتی ہے۔ عقل کی پانچ تعریفیں کی گئی ہیں۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ عقل ایک ایسی فطری قوت ہے جس کے نتیجے میں بعض ضروریات کا علم بالفعل ہوتا ہے۔ اور یہاں عقل سے مراد عقل نظری ہے جس کو قوت نظریہ اور قوت علمیہ بھی کہتے ہیں۔ اور عقل کے چار مراتب ہیں۔ عقل نظری ہیولانی۔ عقل ہیولانی جو نو مولود بچے میں پائی جاتی ہے۔ عقل بالملکہ، کیونکہ اس کے ساتھ ضروریات سے نظریات کو حاصل کرنے کا ملکہ اور استعداد حاصل ہوتی ہے۔ عقل بالفعل، کہ خزانہ خیال میں نظریات اس طرح جمع ہوں کہ نفس جب چاہے بغیر اسرہ و نظر و فکر کی حاجت کے محض توجہ سے ان کے استحضار پر قادر ہو۔ عقل مستفاد، کہ نظریات ہمہ وقت نفس کے پاس حاضر ہوں ان کے استحضار کی ضرورت ہی نہ پڑے۔ بہر حال عقل اللہ کی نعمتوں میں سے ایک عظیم نعمت ہے۔ اسی لئے عقل علم کا ذریعہ ہے، اور اہل عقل ہی کو مخاطب اور مکلف بنایا گیا ہے۔ (نبراس مختصر: ۱۱)

(2) الْعَالَمُ عِنْدَ الْمُتَكَلِّمِينَ فَهُوَ جَمِيعُ مَا سِوَى اللَّهِ تَعَالَى مِنَ الْمَوْجُودَاتِ مِنَ الْأَعْيَانِ وَالْأَعْرَاضِ سُمِّيَ عَالَمًا لِكَوْنِهِ عِلْمًا عَلَى ثُبُوتِ صَانِعٍ لَهُ۔

تبصرة الادلة 142

اعیان کی دو قسمیں ہیں۔ اعیان مرکب جیسے اجسام۔ اعیان غیر مرکب جیسے جواہر۔ اور اعراض کی چار مثالیں دی گئی ہیں جیسے متن میں مذکور ہیں۔

وَالْمُحَدِّثُ لِلْعَالَمِ هُوَ اللَّهُ تَعَالَى۔ الْوَاحِدُ الْقَدِيمُ الْقَادِرُ الْحَيُّ الْعَلِيمُ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ الشَّائِي الْمُرِيدُ لَيْسَ بِعَرَضٍ وَلَا جِسْمٍ وَلَا جَوْهَرٍ وَلَا مُصَوِّرٍ وَلَا مَحْدُودٍ وَلَا مَعْدُودٍ وَلَا مُتَبَعٌ وَلَا مُتَجَزٍّ وَلَا مُتَنَاهٍ وَلَا يُوصَفُ بِالْمَائِيَّةِ وَلَا بِالْكَيفِيَّةِ وَلَا يَتِمَكَّنُ فِي مَكَانٍ يَجْرِي عَلَيْهِ زَمَانٌ وَلَا يُشَبِّهُهُ شَيْءٌ وَلَا يَخْرُجُ عَنْ عِلْمِهِ وَقُدْرَتِهِ وَلَهُ صِفَاتٌ أَرْبَعَةٌ قَائِمَةٌ بِذَاتِهِ وَهِيَ لَا هُوَ وَلَا غَيْرُهُ وَهِيَ الْقُدْرَةُ وَالْحَيَوَةُ وَالسَّمْعُ وَالْبَصَرُ وَالْإِرَادَةُ وَالْمَشِيَّةُ وَالْفِعْلُ وَالتَّخْلِيقُ وَالتَّرْزِيقُ وَالْكَلَامُ۔

ترجمہ اور پیدا کرنے والا اس عالم (دنیا) کا اللہ تعالیٰ ہے، وہ اکیلا ہے، ہمیشہ سے ہے، قدرت والا، سننے والا، دیکھنے والا، چاہنے والا اور ارادہ کرنے والا ہے (1) نہ عرض ہے، نہ جوہر ہے اور نہ اس کا جسم ہے اور نہ وہ صورت و شکل والا ہے اور وہ حد و نہایت والا نہیں ہے، اور وہ عدد و کثرت والا بھی نہیں اور نہ ٹکڑے قبول کرنے والا ہے اور نہ وہ اجزاء و تقسیم ہونے والا ہے، اور نہ وہ مرکب ہے، اور نہ متناہی ہے اور نہ اس کی ماہیت کے ساتھ تعریف کی جاسکتی ہے (جیسے ہم جنس ہونا) اور نہ اس کی کیفیت سے کوئی وصف بیان کیا جاسکتا ہے (نہ اس کو مکان کی حاجت ہے) اور نہ اس پر زمانہ جاری ہوتا ہے (2) اور کوئی شئی اس کے مشابہ نہیں اور کوئی چیز بھی اس کے علم اور قدرت سے باہر نہیں ہے۔ اور خاص اللہ تعالیٰ کے لئے صفتیں ہیں۔ ازلی غیر حادث اللہ تعالیٰ کی ذات سے قائم ہیں۔ اور وہ صفتیں نہ تو عین ذات باری تعالیٰ ہیں اور نہ غیر ذات ہیں۔

(3) (کیونکہ صفات نہ موصوف کا عین ہوتی ہیں نہ غیر) اور وہ صفات ازلیہ یہ ہیں علم، قدرت، قوت، حیات، سمع، بصر، ارادہ، مشیت، فعل (4) تخلیق، پیدا کرنا رزق دینا (ان سے مراد صفت تکوین ہے) اور کلام کرنا۔

(1) راقم نے ان تمام صفات عالیہ کی مدلل تشریح نہایت احسن طریقہ سے شرح عقائد نسفی میں کی ہے وہاں ملاحظہ کریں۔

(2) مصنف صالح عالم کی صفات ذاتیہ ثبوتیہ کے بیان سے فارغ ہونے کے بعد صفات سلبیہ کا ذکر کر رہے ہیں۔ یعنی تنزیہات بیان فرما رہے ہیں کہ جن باتوں سے اللہ پاک ہے۔ اور تنزیہات کے باب میں جو کچھ ذکر کیا ہے ان میں سے بعض دوسرے بعض سے بے نیاز کردیتی ہیں۔ مگر تنزیہ کے باب میں واجب تعالیٰ کا حق ادا کرنے کے لئے زیادہ تفصیل اور وضاحت کرتے اور مشبہ، مجسمہ، اور تمام گمراہ اور سرکش فرقوں کا کمال اور مضبوط طریقہ پر رد کرنے کا ارادہ کیا۔ اس بنا پر الفاظ مترادفہ کے تکرار کی اور ان باتوں کی تصریح کی کوئی پرواہ نہیں کی، جو التزاماً معلوم ہو چکی تھیں۔ اور ولیس بعرضے لے کر ولا یجری علیہ تلمیحات سلبیہ و تنزیہات کا بیان ہے۔

(3) جیسا کہ نور کو نہ آفتاب کا عین کہہ سکتے ہیں نہ غیر بلکہ یہ کہیں گے کہ آفتاب تو معدن نور اور منبع ضیاء کا نام ہے اور نور اس کے لئے لازم ہے (علم الکلام) بلاشبہ اسی طرح حق تعالیٰ کی صفتیں نہ عین ذات ہیں نہ غیر ذات، بلکہ لازم ذات ہیں۔

(4) وَالْفَعْلُ بِالْفَتْحِ کردن۔ (نبراس ۲۱۳)

یعنی فعل فا کے زبر کے ساتھ ہے جس کا معنی ہے کرنا اور فعل فا کی زیر سے بمعنی کام ہے۔ اور یہاں اَلْفَعْلُ ہے، اَلْفَعْلُ نہیں ہے۔ اور ایک نسخہ میں ولا متجفئریا کے مذکور ہے۔

وَهُوَ مُتَكَلِّمٌ بِكَلَامٍ هُوَ صِفَةٌ أَزَلِيَّةٌ لَيْسَ مِنْ جِنْسِ الْحُرُوفِ وَالْأَصْوَاتِ وَهُوَ صِفَةٌ مَنَافِيَّةٌ لِلْسُكُوتِ وَالْأَفَةِ وَاللَّهُ تَعَالَى مُتَكَلِّمٌ بِهَا أَمْرٌ نَاهٍ مُخْبِرٌ وَالْقُرْآنُ كَلَامُ اللَّهِ تَعَالَى غَيْرُ مَخْلُوقٍ وَهُوَ مَكْمُولٌ مَصَاحِفُنَا مَحْفُوظَةٌ فِي قُلُوبِنَا مَقْرُوءَةٌ بِالسِّنِّتِنا بِمِلَلِ مُنَوَّاعٍ غَيْرِ حَالٍ فِيهَا۔ وَالتَّكْوِينُ صِفَةٌ لِلَّهِ تَعَالَى أَزَلِيَّةٌ وَهُوَ تَكْوِينُهُ لِلْعَالَمِ وَلِكُلِّ جُزْئٍ مِّنْ أَجْزَائِهِ لَوْ قِفَ وُجُودُهُ وَهُوَ غَيْرُ الْمُكُونِ عِنْدَ الْإِرَادَةِ صِفَةٌ لِلَّهِ تَعَالَى أَزَلِيَّةٌ قَائِمَةٌ بِذَاتِهِ تَعَالَى۔

ترجمہ: اور اللہ تعالیٰ متکلم ہے ایسے کلام کے سبب جو اس کی صفت ازلی ہے۔ وہ حروف اصوات (آواز) کی قسم سے نہیں ہے۔ (1) (کیونکہ کلام نفسی ہے) اور وہ کلام ایک ایسی صفت ہے جو اس سکوت (خاموشی) اور آفت (کمزوری) کے منافی ہے۔ (اللہ تعالیٰ ان دونوں عیبوں سے پاک ہے) اور اللہ تعالیٰ اسی صفت کلام کے ساتھ متکلم (کلام کرنے والا) ہے، حکم دینے والا، منع کرنے والا، خبر دینے والا ہے۔ اور قرآن، اللہ تعالیٰ کا کلام غیر مخلوق ہے اور وہ قرآن ہمارے مصاحف میں لکھا ہوا ہے۔ (یعنی کلام الہی پر دلالت کرنے والے حروف کی صورتوں اور کتابت کی شکلوں کے واسطے سے) اور وہ دلوں میں محفوظ ہے، اور ہماری زبان سے پڑھا جاتا ہے، اور ہمارے کانوں سے سنا جاتا ہے۔ (اور درقوں، دلوں، کانوں میں) حلول کرنے والا (یعنی داخل ہونے والا) نہیں۔ اور تکوین اللہ تعالیٰ کی صفت ازلی ہے اور وہ صفت تکوین اللہ تعالیٰ کا عالم اور اس کی ہر چیز کو پیدا فرمانا ہے (لیکن ازل میں نہیں بلکہ اس کے علم اور قدرت کے مطابق) اس کے وجود کے وقت میں اور وہ صفت تکوین ماتریدیہ کے نزدیک مکون کا غیر ہے۔ (کیونکہ تکوین اور مکون میں کوئی اتحاد نہیں ہے بلکہ دونوں الگ الگ



(ہیں) اور ارادہ اللہ تعالیٰ کی صفت ازلی ہے جو اس کی ذات سے قائم ہے۔ (2)

(1) حضرت امام ابو حنیفہ رَحِمَہُ اللہ تَعَالٰی کا ذکر ”فقہ اکبر“ میں فرماتے ہیں:  
وَنَحْنُ نَتَكَلَّمُ بِالْأَلَاتِ وَالْحُرُوفِ وَاللَّهُ تَعَالَى يَتَكَلَّمُ بِلَا أَلَةٍ وَلَا حُرُوفٍ وَالْحُرُوفُ  
مَخْلُوقَةٌ وَكَلَامُ اللَّهِ تَعَالَى غَيْرُ مَخْلُوقٍ۔ (فقہ اکبر)

اور اسی طرح بعد کے متکلمین نے کلام نفسی کی تعریف کی ہے۔ چنانچہ صاحب ”عقائد الاسلام“  
لکھتے ہیں کہ جو کلام حروف و آواز سے پاک ہے اس کو کلام نفسی کہتے ہیں اور جو حروف و آواز  
سے متصف ہو وہ کلام لفظی ہے۔ تمام حضرات متکلمین اور تمام اولیاء و عارفین اس بات پر متفق  
ہیں کہ اللہ کا کلام جو اس کی ذات کے ساتھ قائم ہے اس میں نہ حرف ہے اور نہ آواز ہے۔ اور  
حضرات محدثین یہ کہتے ہیں کہ اللہ کے کلام میں حروف بھی ہیں اور صوت (آواز) بھی ہے۔ مگر  
..... اللہ کے کلام کے حروف اور الفاظ اور اس کی صوت و آواز نہ جملہ سے الفاظ اور صوت کی طرح نہیں  
ہے جس طرح ذات خداوندی بے چون و چگون ہے اسی طرح اس کا کلام بھی بے چون و چگون  
ہے، لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ عقائد الاسلام: ۲۸)

امام احمد رضا خان بریلوی رَحِمَہُ اللہ تَعَالٰی کلام کے متعلق لکھتے ہیں کہ ہم تو کلام باری عَزَّ وَ  
جَلَّ میں لفظی و نفسی کا تفرقہ مانتے ہی نہیں۔ ہمارے نزدیک دونوں ایک ہی ہیں۔ یہ متأخرین  
متکلمین کی غلطی ہے۔ (ملفوظات ۳۳: ۴)

(2) چونکہ آخری تین صفتوں میں اختلاف زیادہ تھا اس لئے مصنف رَحِمَہُ اللہ تَعَالٰی صفت  
کلام، صفت تکوین اور صفت ارادہ و مشیت کو مکرر ذکر کیا ہے۔ خیال رہے کہ اشعریہ کے نزدیک  
صفات حقیقیہ سات ہیں اور ماتریدیہ کے نزدیک آٹھ ہیں اور آٹھویں صفت تکوین ہے۔ اور یہ  
بھی حق تعالیٰ کی حقیقی صفت ہے، نہ کہ ایک امراضانی اور اختیاری ہے جیسا کہ اشعریہ کہتے ہیں  
بعض نسخوں میں بکلام و اخفیں ہے۔

وَرُؤْيَا اللَّهِ تَعَالَى جَائِزَةٌ فِي الْعَقْلِ۔ وَ وَاجِبَةٌ بِالْقَلْبِ۔ قَدْ وَرَدَ الدَّلِيلُ  
السَّمْعِيُّ بِإِيجَابِ رُؤْيَا الْمُؤْمِنِينَ اللَّهُ تَعَالَى فِي دَارِ الْآخِرَةِ فَيَرَى  
مَكَانٍ وَلَا عَلَى جِهَةٍ مِّنْ غَيْرِ مُقَابَلَةٍ أَوْ اتِّصَالِ شُعَاعٍ أَوْ ثُبُوتِ مَسَدٍ  
بَيْنَ الرَّائِيَّ وَبَيْنَ اللَّهِ تَعَالَى وَاللَّهُ تَعَالَى خَالِقٌ لِأَفْعَالِ الْعِبَادِ مِنَ  
الْكُفْرِ وَالْإِيمَانِ وَالطَّاعَةِ وَالْعِصْيَانِ وَ هِيَ كُلُّهَا بِإِرَادَتِهِ وَمَشِيئَتِهِ  
وَحُكْمِهِ وَقَضِيَّتِهِ وَتَقْدِيرِهِ وَ لِلْعِبَادِ أَفْعَالٌ إِيخْتِيَارِيَّةٌ يُثَابُونَ بِهَا  
وَيُعَاقَبُونَ عَلَيْهَا وَالْحَسَنُ مِنْهَا بِرِضَائِ اللَّهِ تَعَالَى وَالْقَبِيحُ مِنْهَا لَيْسَ  
بِرِضَائِهِ وَالْإِسْتِطَاعَةُ مَعَ الْفِعْلِ وَ هِيَ حَقِيقَةُ الْقُدْرَةِ الَّتِي يَكُونُ  
بِهَا الْفِعْلُ وَ يَقَعُ هَذَا الْإِسْمُ عَلَى سَلَامَةِ الْأَسْبَابِ وَالْأَلَاتِ  
وَالْجَوَارِحِ۔ وَصِحَّةُ التَّكْلِيفِ تَعْتَمِدُ عَلَى هَذِهِ الْإِسْتِطَاعَةِ۔

ترجمہ اللہ تعالیٰ کا دیدار عقلاً جائز و ممکن ہے اور نقلاً واجب و ثابت ہے۔ اور بلاشبہ آخرت  
میں اللہ تعالیٰ کو ایمانداروں کا دیکھنا ثابت ہونے کے متعلق دلیل سمعی وارد ہے۔ تو اللہ  
تعالیٰ دکھائی دے گا آخرت کے گھر میں، دریاں حالیکہ نہ وہ مکاں ہونے کے ساتھ  
متصف ہے اور نہ سامنے کی جہت میں ہونے کے ساتھ یا شعاع کے اتصال کے ساتھ  
متصف ہے نہ رائی (دیکھنے والے) اور اللہ تعالیٰ کے درمیان مسافت کا ثبوت ہے (1)  
اور اللہ تعالیٰ بندوں کے افعال کفر، ایمان، اطاعت اور معصیت کا پیدا کرنے والا ہے۔  
اور بندوں کے کام اللہ تعالیٰ کے ارادہ اور مشیت کے سبب موجود ہیں اور اس کے حکم، اس  
کی قضا اور اس کی تقدیر سے ہوتے ہیں۔ اور بندوں کے کچھ اختیاری افعال ہیں (اگر

اچھے کام کریں گے) ان پر ثواب دیا جائے گا، اگر وہ برے کام کریں گے ان پر انہیں سزا دی جائے گی۔ اور بندوں کے اچھے افعال اللہ تعالیٰ کی رضا سے صادر ہیں اور برے اعمال اللہ کی رضا سے نہیں ہیں۔ اور استطاعت فعل کے ساتھ ہے۔ اور وہ حقیقت، قدرت ہے جس کے ذریعہ فعل کا وجود ہوتا ہے اور یہ لفظ استطاعت بولا جاتا ہے اسباب اور آلات اور اعضاء ظاہری کی سلامتی پر بھی اور تکلیف کا صحیح ہونا اسی استطاعت پر موقوف ہے۔ (2)

(1) یعنی اللہ تعالیٰ کا دیدار کیا جائے گا نہ کسی مکان میں اور نہ کسی جہت پر سامنے سے نہ شعاع کے ملنے سے اور نہ ثبوت دوری سے کہ اللہ تعالیٰ اور دیکھنے والے کے درمیان زیادہ نزدیکی نہ ہو۔ ان شرائط اربعہ کا باری تعالیٰ میں پایا جانا محال ہے، کیونکہ یہ شرطیں جسم سے خاص ہیں اور اللہ تعالیٰ جسمیت سے پاک ہیں۔ غیر محسوس اور غیر حاضر کے دیکھنے کو جو ہماری نظروں سے غائب ہے اس چیز کے دیکھنے پر قیاس کرنا لغو ہے جو ہمارے ہاں حاضر ہے۔ لہذا حق تعالیٰ کا دیدار ان شرطوں کے بغیر ہوگا۔ ایک اللہ تعالیٰ کی ذات ہوگی اور دوسرا بندہ مؤمن جو اس کے دیدار سے مشرف ہوگا۔

امام ابوالبرکات عبداللہ نسفی فرماتے ہیں:

فَيَرَى لَا فِي مَكَانٍ وَلَا فِي جِهَةٍ وَلَا اتِّصَالَ شُعَاعٍ وَلَا ثُبُوتٍ مَسَافَةٍ بَيْنَ الرَّائِيَّ وَ بَيْنَهُ تَعَالَى وَ غَيْرِ ذَلِكَ مِنْ أَمَارَاتٍ (مَعْنَى الْعُقَايِدِ: ص ۱۶)

(2) استطاعت کے دو معنی ہیں ایک قدرت و طاقت کا فعل کے ساتھ ملا ہوا ہونا،

دوسرا معنی اسباب کی سلامتی جو فعل سے قبل ہو۔ اور یہاں استطاعت سے مراد اسباب و آلات کی سلامتی ہے نہ کہ استطاعت بالمعنی اول پر۔ جب بندہ کسی کام کا ارادہ کرتا ہے تو حق تعالیٰ اس میں قدرت پیدا فرماتا ہے اور یہ فعل سے قبل ہے۔

وَلَا يُكَلِّفُ الْعَبْدُ بِمَا لَيْسَ فِي وَسْعِهِ- وَمَا يُوجَدُ مِنَ الْإِلْمِ فِي الْمَضْرُوبِ عَقِيبَ ضَرْبِ إِنْسَانٍ وَمِنْ الْإِنْكَسَارِ فِي الزُّجَاجِ عَقِيبَ كَسْرِ إِنْسَانٍ وَمَا أَشَبَّهُهُ كُلُّ ذَلِكَ مَخْلُوقُ اللَّهِ تَعَالَى لَا صُنْعَ لِلْعَبْدِ فِي تَخْلِيْقِهِ وَالْمَقْتُولُ مَيِّتٌ بِأَجَلِهِ وَالْمَوْتُ قَائِمٌ بِالْمَيِّتِ مَخْلُوقُ اللَّهِ تَعَالَى- وَالْأَجَلُ وَاحِدٌ- وَالْحَرَامُ رِزْقٌ وَكُلُّ يَسْتَوْفِي رِزْقَ نَفْسِهِ حَلَالًا أَوْ حَرَامًا وَلَا يُتَصَوَّرُ أَنْ لَا يَأْكُلَ رِزْقَهُ أَوْ يَأْكُلَ غَيْرَهُ رِزْقَهُ، وَاللَّهُ يُضِلُّ مَنْ يَشَاءُ وَيَهْدِي مَنْ يَشَاءُ- وَمَا هُوَ أَصْلَحُ لِلْعَبْدِ فَلَيْسَ ذَلِكَ بِوَاجِبٍ عَلَى اللَّهِ تَعَالَى

ترجمہ: اور بندہ ایسے فعل کا مکلف نہیں بنایا جاتا جو اس کے بس میں نہ ہو۔ (1) اور جو الم (درد) شخص مضروب میں کسی انسان کے مارنے کے نتیجہ میں ہو اور شکتی شیشے میں کسی انسان کے اس کو توڑنے کے نتیجہ میں پائی جاتی ہے اور جو چیزیں اس کے مشابہ ہیں (جیسے موت کا کسی کے قتل کرنے کی وجہ سے واقع ہونا) یہ سب چیزیں اللہ کی مخلوق ہیں۔ کسی کی تخلیق میں بندہ کو کوئی دخل نہیں۔ (2) اور مقتول کی موت اپنی موت کے مقرر وقت پر ہوتی ہے۔ (3) اور موت میت کے ساتھ قائم ہے۔ (4) اللہ کی مخلوق ہے بندہ کا اس میں کوئی دخل نہیں اور موت ایک ہی ہے۔ (5) اور حرام رزق ہے اور ہر شخص اپنا رزق پورا پورے کر رہے گا حلال ہو یا حرام۔ اور یہ ممکن نہیں ہے کہ کوئی انسان اپنا رزق نہ کھائے یا اس کے رزق کو کوئی دوسرا کھائے۔ اور اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے گمراہ کرتا ہے اور جس کو چاہتا ہے راہ راست پر لگا دیتا ہے۔ اور جو بندے کے حق میں زیادہ بہتر اور نفع ہو وہ اللہ تعالیٰ پر (اس بندے کو دینا) واجب نہیں۔

(1) یعنی بندہ کو ایسے کام کرنے کی تکلیف نہیں دی جاتی جو اس کے بس میں نہ ہو۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

{لَا يَكْلَفُ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا.} (البقرة: 286)

اللہ تعالیٰ کسی شخص کو تکلیف نہیں دیتا مگر جو اس کی طاقت کے موافق ہو۔

(2) اس بحث کا حاصل یہ ہے کہ بندہ کے کسی فعل اختیاری کا اپنے فاعل کے لئے کوئی دوسرا فعل پیدا کرنا تو لید کہلاتا ہے اور جو افعال بندہ سے براہ راست بلکہ بندہ کا کسی فعل اختیاری کا اثر و نتیجہ ہوتے ہیں وہ سب اللہ کی مخلوق ہیں۔ بندہ کو اس کے پیدا کرنے میں کوئی اختیار نہیں جیسا کہ ترجمہ میں وضاحت کر دی گئی ہے۔

(3) ایسا نہیں جیسا معتزلہ نے کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی اجل (مدت) کا خاتمہ کر دیا ہے۔ اہل سنت و جماعت کی دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے علم کے مطابق بندوں کے اجل کا فیصلہ کر دیا ہے اس میں کوئی تبدیلی نہیں ہوتی۔ سورہ (الاعراف 34: ۷) میں ہے:

{وَلِكُلِّ أُمَّةٍ أَجَلٌ فَإِذَا جَاءَ أَجْلُهُمْ لَا يَسْتَأْخِرُونَ سَاعَةً وَلَا يَسْتَقْدِمُونَ}

ہر قوم کے لئے موت کا ایک وقت مقرر ہے پھر جب آپہنچا ان کا وعدہ تو نہ دیر کریں گے ایک گھڑی اور نہ جلدی۔

(4) یعنی موت کا میت کے ساتھ قائم ہونا اس کی وجودی ہونے کی دلیل ہے کیونکہ امر وجودی کسی محل کے ساتھ قائم ہوتا ہے اور موت کی وجودی ہونے کی دلیل اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

{... خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيَاةَ...} (2: 64) الملک

ترجمہ اللہ تعالیٰ نے موت اور حیات کو پیدا کیا ہے۔

(5) موت ایک ہی ہے دو موتیں نہیں ہیں جیسا کہ فلاسفہ اور بعض معتزلہ کہتے ہیں۔ اسی لیے مصنف نے ان کا رد کرتے ہوئے وَالْأَجَلَ وَاحِدًا فرمایا۔

{ لَا يَذُوقُونَ فِيهَا الْمَوْتَ إِلَّا الْمَوْتَةَ الْأُولَى } (البقرة: 56)

ترجمہ جہنم میں وہ موت کا مزہ نہ چکھیں گے (اس) پہلی موت کے سوا۔

وَعَذَابُ الْقَبْرِ لِلْكَافِرِينَ وَلِبَعْضِ عَصَاةِ الْمُؤْمِنِينَ وَ تَنْعِيمُ أَهْلِ الطَّاعَةِ فِي الْقَبْرِ بِمَا يَعْلَمُهُ اللَّهُ تَعَالَى وَيُرِيدُهُ وَسُؤَالُ مُنْكَرٍ وَنَذِيرٍ ثَابِتٌ بِالْأَدَلَالِ السَّمْعِيَّةِ وَالْبَعَثُ حَقٌّ وَالْوَزْنُ حَقٌّ وَالْكِتَابُ حَقٌّ وَالسُّؤَالُ حَقٌّ وَالْحَوْضُ حَقٌّ وَالصِّرَاطُ حَقٌّ وَالْجَنَّةُ حَقٌّ وَالنَّارُ حَقٌّ وَ هُمَا مَخْلُوقَتَانِ مَوْجُودَتَانِ بَاقِيَتَانِ لَا تَفْنِيَانِ وَلَا يَفْنِي أَهْلُهُمَا وَالْكَبِيرَةُ لَا تُخْرِجُ الْعَبْدَ الْمُؤْمِنَ مِنَ الْإِيمَانِ وَلَا تُدْخِلُهُ فِي الْكُفْرِ وَاللَّهُ تَعَالَى لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَ يَغْفِرُ مَا دُونَ ذَلِكَ لِمَنْ مِنْ الصَّغَائِرِ وَالْكَبَائِرِ وَ يَجُوزُ الْعِقَابُ عَلَى الصَّغِيرَةِ وَالْعَفْوُ الْكَبِيرَةِ إِذَا لَمْ تَكُنْ عَنْ اسْتِحْلَالٍ وَالْإِسْتِحْلَالُ كُفْرٌ وَالشَّفَاعَةُ ثَابِتَةٌ لِلرُّسُلِ (۲) وَالْأَخْيَارِ فِي حَقِّ أَهْلِ الْكَبَائِرِ۔

ترجمہ اور کافروں اور بعض گنہگار ایمانداروں کو قبر میں عذاب ہونا اور اہل طاعت کو وہ نعمتیں دیا جانا جسے اللہ تعالیٰ جانتا ہے اور جو اللہ تعالیٰ دینا چاہے گا، اور منکر و نکیر کا سوال کرنا دلائل سمعیہ سے ثابت ہے۔ اور قبروں سے زندہ اٹھانا حق و ثابت ہے۔ اور وزن اعمال حق ہے۔ اور نامہ اعمال حق ہے۔ سوال حق ہے۔ حوض برحق ہے۔ پل صراط برحق ہے۔ جنت حق ہے۔ اور دوزخ حق ہے۔ اور وہ دونوں اس وقت پیدا کی جا چکی ہیں، دونوں موجود ہیں اور دونوں باقی رہیں گی، نہ وہ فنا ہوں گی اور نہ ان میں رہنے والے فنا ہوں گے اور کبیرہ گناہ بندہ مومن کو ایمان سے خارج نہیں کرتا (تصدیق کے باقی رہنے کی وجہ سے) اور نہ کبیرہ گناہ بندہ مومن کو کفر میں داخل کرتا ہے۔ (شرک و کفر کے سوا

کسی بھی گناہ کبیرہ سے کافر نہیں ہوتا) اور اللہ تعالیٰ جس کے لئے چاہے گا شرک (1) کے علاوہ گناہ معاف کر دے گا خواہ صغائر ہوں خواہ کبائر۔ اور صغیرہ گناہ پر سزا کا ہونا ممکن و جائز ہے اور کبیرہ گناہ سے درگزر کرنا بھی جائز و ممکن ہے۔ اس وقت جبکہ وہ ان کو حلال نہ سمجھے اور گناہ کو حلال سمجھنا کفر ہے۔ اور اہل کبائر کے لئے رسولوں اور نیک بندوں کی شفاعت (حدیث مشہورہ) سے ثابت ہے۔

(1) شرک کی تعریف بیان کرتے ہوئے علامہ سعد الدین تفتازانی فرماتے ہیں:

الْإِشْرَاقُ هُوَ اثْبَاتُ الشَّرِيكِ فِي الْإِلَهِيَّةِ بِمَعْنَى وُجُوبِ الْوُجُودِ كَمَا لِلْمَجُوسِ أَوْ بِمَعْنَى اسْتِحْقَاقِ الْعِبَادَةِ كَمَا لِعَبْدَةٍ الْأَصْنَامِ شرح عقائد النسفی: ۷۷

شرک کا معنی الوہیت میں واجب الوجود ہونے کے معنی میں شریک (برابر) ماننا جیسا کہ فرقہ مجوس کا شرک ہے یا ستم عبادت ہونے کے معنی میں شریک ماننا جیسا کہ بت پرستوں کا شرک ہے۔

(2) بعض نسخوں میں یہ عبارت بھی ہے، بِالْمُسْتَفِضِ الْأَخْيَارِ (نبراس ۳۷۳)

بہر حال شفاعت حق ہے کہ قیامت کے دن فرشتے، نیک بندے اور شہید شفاعت کریں گے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

يَشْفَعُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ثَلَاثَةٌ، الْأَنْبِيَاءُ ثُمَّ الْعُلَمَاءُ ثُمَّ الشُّهَدَاءُ -

سنن ابن ماجہ کتاب الزہد: ۴۳۱۳

ترجمہ قیامت کے دن تین جماعتیں شفاعت کریں گی۔ انبیاء کرام، پھر علماء پھر شہداء۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

الصِّيَامُ وَالْفَرَانُ يَشْفَعَانِ لِلْعَبْدِ ...

مشکوۃ کتاب الصوم ، الفصل الثالث ۱۹۶۳

ترجمہ روزہ اور قرآن دونوں بندے کی شفاعت کریں گے۔

وَأَهْلُ الْكِبَائِرِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ لَا يَخْلُدُونَ فِي النَّارِ وَإِنْ مَاتُوا مِنْ غَيْرِ تَوْبَةٍ وَالْإِيمَانُ هُوَ التَّصَدِيقُ بِمَا جَاءَ بِهِ الرَّسُولُ عِنْدَ اللَّهِ وَالْإِقْرَارُ بِهِ. فَأَمَّا الْأَعْمَالُ فَهِيَ تَتَزَايَدُ فِي نَفْسِهَا وَالْإِيمَانُ لَا يَزِيدُ وَلَا يَنْقُصُ. وَالْإِيمَانُ وَالْإِسْلَامُ وَاحِدٌ وَإِذَا وَجِدَ مِنَ الْعَبْدِ التَّصَدِيقُ وَالْإِقْرَارُ صَحَّ لَهُ أَنْ يَقُولَ أَنَا مُؤْمِنٌ حَقًّا وَلَا يَنْبَغِي أَنْ يَقُولَ أَنَا مُؤْمِنٌ إِنْ شَاءَ اللَّهُ تَعَالَى وَالسَّعِيدُ قَدْ يَشْقَى وَالشَّقِيُّ قَدْ يَسْعُدُ وَالتَّغْيِيرُ يَكُونُ عَلَى السَّعَادَةِ وَالشَّقَاوَةِ دُونَ الْإِسْعَادِ وَالْإِشْقَائِ وَهُمَا مِنْ صِفَاتِ اللَّهِ تَعَالَى فَلَا تَغْيِيرَ عَلَى اللَّهِ تَعَالَى وَلَا عَلَى صِفَاتِهِ.

ترجمہ: اور کبائر کے مؤمنین (دل سے ماننے) کا نام ہے۔ ان باتوں کو جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے پاس سے لائے ہیں اور زبان سے ان کا اقرار کرنا ہے (1) تو اعمال

جو ہیں ان میں کمی بیشی ہوتی ہے (2) اور ایمان نہ بڑھتا ہے اور نہ گھٹتا ہے۔ (3) اور

ایمان اور اسلام دونوں ایک ہیں کیونکہ اسلام بمعنی احکام کا قبول کرنا اور ان کو مان لینا

ہے۔ اور یہی تصدیق ایمان کی حقیقت ہے اور جب بندہ سے تصدیق اور اقرار پایا جائے

تو اس کے لئے یہ کہنا صحیح ہے کہ میں یقینی طور پر ایماندار ہوں اور یہ کہنا مناسب نہیں کہ

میں اِنْ شَاءَ مَوْلَايَ ہوں (4) اور نیک بخت کبھی بد بخت ہو جاتا ہے (مرتد ہونے کی

وجہ سے) اور بد بخت نیک بخت ہو جاتا ہے (کفر کے بعد ایمان لانے سے) اور یہ تبدیلی

سعادت اور شقاوت میں ہے نہ اسعاد اور اشتقاء میں کیونکہ یہ دونوں اللہ کی صفتیں ہیں۔



اور اللہ تعالیٰ کی ذات میں تغیر و تبدل ہوتا ہے اور نہ اس کی صفاتوں میں۔

(1) ایک نسخہ میں بِمَا جَاءَ بِهِ الرَّسُولُ مَذْكُور ہے۔ (نبراس: ۳۹۱)

اور بعض نسخوں میں صرف بِمَا جَاءَ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ آیا ہے۔ جن باتوں پر ایمان لانا ضروری ہے ان کا ذکر قرآن میں یوں کیا گیا ہے:

{... وَلِكِنَّ الْبِرَّ مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالْكِتَابِ وَالنَّبِيِّينَ ج...} (البقرہ ۱۷۷: ۲)

اور حضرت جبریل امین علیہ السلام نے حقیقت ایمان کے بارے میں دریافت کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حقیقت ایمان اور ایمانیات کو بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: (مشکوٰۃ کتاب الایمان: ۱) اَنْ تُؤْمِنَ بِاللَّهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَتُؤْمِنَ بِالْقَدْرِ خَيْرِهِ وَشَرِّهِ۔

امام ابو جعفر احمد طحاوی فرماتے ہیں:

وَالْإِيمَانُ هُوَ الْإِيمَانُ بِاللَّهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَالْبَعْثِ بَعْدَ الْمَوْتِ وَالْقَدْرِ خَيْرِهِ وَشَرِّهِ وَخُلُوهُ وَمَرُّهُ مِنَ اللَّهِ تَعَالَى (عقیدۃ الطحاویہ)

(2) ایمان عمل و مالک چیزیں ہیں اس لئے اعمال میں کمی بیشی ہوتی ہے مگر ایمان میں زیادتی اور کمی

نہیں ہوتی۔ کیونکہ اعمال ایمان میں داخل نہیں:

{ إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ }

اس آیت شریفہ میں اعمال کا عطف اعمال پر ہوا ہے اور یہ یقین عمل ہے کہ مَعْطُوف مَعْطُوف عَلَيْهِ میں داخل نہیں ہوتا۔

(3) اللہ تعالیٰ اہل ایمان کے حق میں فرماتا ہے:

{أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُونَ حَقًّا لَا يَتَّخِذُونَ} (۸: ۴)

نیز فرمایا:

{... أُولَٰئِكَ كَتَبَ فِي قُلُوبِهِمُ الْإِيمَانَ} (۵۸: ۲)

(4) سعادت اور شقاوت بندے کے حالات ہیں جن میں تبدیلی ہوتی ہے۔ اسعاد و اشقاء اللہ تعالیٰ

کی صفاتیں ہیں ان میں کوئی تبدیلی نہیں ہوتی۔

وَفِي إِرْسَالِ الرُّسُلِ حِكْمَةٌ وَقَدْ أَرْسَلَ اللَّهُ تَعَالَى رُسُلًا مِّنَ الْبَشَرِ الْبَشَرِ مُبَشِّرِينَ وَمُنْذِرِينَ وَمُبَيِّنِينَ لِلنَّاسِ مَا يَحْتَاجُونَ إِلَيْهِ مِنْ أُمُورِ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَأَيَّدَهُم بِالْمُعْجَزَاتِ النَّاقِضَاتِ لِلْعَادَاتِ وَأَوَّلُ الْأَنْبِيَاءِ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ صلی اللہ علیہ وسلم وَآخِرُهُمْ سَيِّدُنَا مُحَمَّدٌ صلی اللہ علیہ وسلم

قَدْ رُوِيَ بَيَانُ عَدَدِهِمْ فِي بَعْضِ الْأَحَادِيثِ وَالْأُولَى أَنْ لَا يَقْتَصِرَ عَدَدٌ فِي التَّسْمِيَةِ فَقَدْ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى {... مِنْهُمْ مَّنْ قَصَصْنَا عَلَيْكَ مِنْهُمْ مَّنْ لَّمْ نَقْصُصْ عَلَيْكَ} وَلَا يُؤْمِنُ فِي ذِكْرِ الْعَدَدِ أَنْ يَذْخُرَ فِيهِمْ مَّنْ لَيْسَ مِنْهُمْ أَوْ يَخْرُجَ مِنْهُمْ مَنْ هُوَ فِيهِمْ وَكُلُّهُمْ كَانُوا مُخْبِرِينَ مُبَلِّغِينَ عَنِ اللَّهِ تَعَالَى صَادِقِينَ نَاصِحِينَ لِلْخَلْقِ وَأَفْصَحُ الْأَنْبِيَاءِ مُحَمَّدٌ صلی اللہ علیہ وسلم.

ترجمہ: اور رسولوں کے بھیجنے میں حکمت اور مصلحت ہے (1) اور بے شک اللہ تعالیٰ نے

انسانوں میں سے رسول ان کی طرف بھیجے ہیں۔ ایمان و اطاعت والوں کو جنت اور ثواب

کی بشارت سنانے کے لئے اور کفر و معصیت والوں کو جہنم اور عذاب سے ڈرانے کے

لئے۔ اور لوگوں سے وہ بیان کرنے والے تھے دین و دنیا کی ایسی باتیں جن کی ضرورت

تھی اور خارق عادات معجزات سے ان انبیاء کی تائید فرمائی۔ اور سب سے پہلے نبی

حضرت آدم علیہ السلام اور آخری نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اور بعض احادیث میں انبیاء کی

تعداد مروی ہے۔ اور بہتر یہ ہے کہ بیان میں کسی عدد پر اکتفا نہ کیا جائے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے خود فرمایا ہے کہ بعض انبیاء کو ہم نے آپ ﷺ سے بیان کیا اور بعض کو ہم نے نہیں بیان کیا۔ اور عدد ذکر کرنے میں امن نہیں ہو سکتا۔ ان میں وہ داخل ہو جائے گا جو انبیاء میں سے نہیں ہے۔ اور اگر واقعی تعداد زندہ کی گئی وہ خارج ہو جائے گا جو انبیاء میں سے ہو۔ اور سارے انبیاء اللہ تعالیٰ کی طرف سے خبر دینے والے پیغام پہنچانے والے سچے تھے۔ مخلوق کے خیر خواہ تھے اور تمام انبیاء سے افضل حضرت محمد ﷺ ہیں۔

(1) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِينَ حَتَّىٰ نَبْعَثَ (سُورَةُ الْأَنْعَامِ 15:17)  
(2) تکمیل الایمان میں اس کے بعد یہ عبارت بھی ہے: مَعْصُومِينَ غَيْرُ مَعْزُومِينَ سے پاک تھے اور اپنے منصب نبوت میں کبھی معزول نہیں ہوئے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ جن کو مرتبہ نبوت و رسالت عطا فرماتا ہے وہ ان سے واپس نہیں لیتا۔

(3) وَلَا يُؤْمِنُ، اِنْ يَسْتَدْرِكُ عَدَدُ مُعَيَّنٍ۔ کہ بیوں کی تعداد مقرر کرنے میں امن نہیں ہے بلکہ خوف اور ڈر ہے کہ غیر نبی کو نبی شمار کر لیا جائے یا نبی کو غیر نبی مان لیا جائے کیونکہ نبیوں و رسولوں کی تعداد معین نہیں ہے۔

وَلَا يُعْرَفُ يَقِينًا عَدَدُهُمْ (حَدِيقَةُ نَدِيهِ)

ترجمہ کہ یقینی طور پر نبیوں کی تعداد بیان نہیں کی جاسکتی۔

اس لئے سب پر ایمان لانا ضروری ہے بغیر تعداد مقرر کئے۔

يُؤْمِنُ فَعَلٌ مَّجْهُولٌ مِنَ الْإِنْفِرِلِسِ: (۴۴۸)

قرآن مجید میں صرف پچیس نبیوں اور رسولوں کا ذکر آیا ہے۔ جن کے اسمائے گرامی یہ ہیں۔ حضرت آدم، حضرت ادریس، حضرت نوح، حضرت ہود، حضرت صالح، حضرت ابراہیم، حضرت اسماعیل، حضرت اسحاق، حضرت لوط، حضرت یعقوب، حضرت یوسف، حضرت شعیب، حضرت موسیٰ، حضرت

ہارون، حضرت الیاس، حضرت زکریا، حضرت داؤد، حضرت سلیمان، حضرت ایوب، حضرت الیسع، حضرت یونس، حضرت ذوالکفل، حضرت یحییٰ، حضرت عیسیٰ اور حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ عَلَیْہِمُ السَّلَام۔ (الانقار، امام جلال الدین سیوطی ج ۲)

وَالْمَلٰٓئِكَةُ عِبَادُ اللّٰهِ تَعَالٰی الْعَامِلُونَ بِاَمْرِہٖ وَلَا يُوصَفُونَ بِذُكُوْرَةٍ وَّ اُنُوْثَةٍ وَّ اللّٰہُ تَعَالٰی کُتِبَ اَنْزَلَهَا عَلٰی اَنْبِیَآئِہٖ وَبَيَّنَّ فِیْہَا اَمْرَہٗ وَنَهٰیہٗ وَعَدَہٗ وَ وَعِیْدَہٗ وَالْمَعْرَاجُ لِرَسُوْلِ اللّٰہِ تَعَالٰی فِی الْیَقْظَةِ بِشَخْصِ السَّمَآءِ ثُمَّ اِلٰی مَا شَآءَ اللّٰہُ تَعَالٰی مِنَ الْعُلٰی حَقٌّ وَکَرَامَاتُ الْاَوْلِیَآءِ فَتَظْہَرُ الْکَرَامَةُ عَلٰی طَرِیْقِ نَقْضِ الْعَادَةِ لِلْوَلِیِّ مِنْ قَطْعِ الْمَسَا الْبَعِیْدَةِ فِی الْمُدَّةِ الْقَلِیْلَةِ وَظُہُوْرِ الطَّعَامِ وَالشَّرَابِ وَاللَّبَاسِ عِنْدَ الْحَاجَةِ وَالْمَشٰی عَلٰی الْمَآئِ وَالطَّیْرَانِ فِی الْهَوَآءِ وَکَلَامِ الْجَمَادِ (وَاِنْ دَفَاعِ الْمُتَوَجِّہِ مِنَ الْبَلَاۤءِ وَکِفَاۤیَةِ الْمُہِمِّ عَنِ الْاَعْدَآءِ) اَوْ غَیْرِ ذٰلِکَ مِنَ الْاَشْیَآءِ وَیَکُوْنُ ذٰلِکَ مُعْجَزَةً لِلرَّسُوْلِ الَّذِی ظَہَرَتْ الْکَرَامَةُ لِوَاحِدٍ مِّنْ اُمَّتِہٖ لِاَنَّہٗ یَظْہَرُ بِہَا اَنَّہٗ وَلِیٌّ وَّ لَنْ یَّکُوْنَ وَلِیٌّ اَنْ یَّکُوْنَ مُحَقًّا فِی دِیَانَتِہٖ، وَدِیَانَتُہٗ الْاِقْرَارُ بِرِسَالَةِ رَسُوْلِہٖ۔

**ترجمہ:** اور فرشتے اللہ تعالیٰ کے بندے اس کے حکم پر عمل کرنے والے ہیں اور وہ مرد یا

عورت ہونے کے ساتھ متصف نہیں ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کی کچھ کتابیں ہیں جو اس نے

اپنے نبیوں پر نازل فرمائی ہیں اور ان میں اپنے امر و نہی اور وعدہ و وعید کو بیان فرمایا ہے۔

اور رسول اللہ ﷺ کو حالت بیداری میں اپنے جسم پاک سمیت آسمان تک، پھر ان بلند

مقامات تک لے گیا جہاں اللہ تعالیٰ نے چاہا۔ معراج کا ہونا حق و ثابت ہے۔ اور اولیاء کی کرامات حق ہیں (1) تو ولی کے لئے خلاف عادت طریقہ پر کرامت ظاہر ہوتی ہے۔ مثلاً قلیل مدت میں بعید مسافت طے کر لینا، اور ضرورت کے وقت کھانے اور پینے کی چیزوں کا ظاہر ہونا، پانی پر چلنا، فضا میں اڑنا، جمادات کا اور جانوروں کا کلام کرنا (پیش آنے والی مصیبت کا دور ہو جانا اور دشمنوں کی طرف سے نقصان پہنچ جانا) (2)

اور اس کے علاوہ اور چیزیں، اس ولی سے جو امت کے افراد میں سے ہے خوارق عادات کا ظہور اس رسول کا معجزہ ہوگا جس کی امت کے ایک فرد کے لئے یہ کرامت ظاہر ہوئی ہے اس لئے کہ اس کرامت سے یہ معلوم ہوگا کہ وہ شخص ولی ہے۔ اور کوئی شخص ولی نہیں ہو سکتا مگر یہ کہ وہ اپنی دیانت میں حق پر ہو اور اس کی دیانتداری زبان سے اپنے رسول کی رسالت کا اقرار کرنا ہے۔ (اس کے اوامر و نواہی میں اس کی اطاعت کرنے کے ساتھ)

(1) کرامات اولیاء کا حق ہونا قرآن سے ثابت ہے۔ چنانچہ حضرت مریم علیہا السلاک (کرامت کا ذکر سورہ آل عمران میں یوں کیا گیا ہے،

{... كُلَّمَا دَخَلَ عَلَيْهَا زَكَرِيَّا الْمِحْرَابَ لَا وَجَعَ مَحْضُهَا رِزْقًا

القرآن الحکیم 37:3 آل عمران

ترجمہ جب زکریا علیہ السلام اس کی نماز پڑھنے کی جگہ جاتے اس کے پاس رزق پاتے۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کے وزیر آصف بن برخیا کی کرامت کا ذکر بھی قرآن میں ہے کہ انہوں نے تخت بلقیس کو ایک پل میں لا کر پیش کر دیا۔ اسی طرح اصحاب کہف کی کرامت بیان کی گئی ہے۔

(2) بعض نسخوں میں عَلَى الْمَائِ وَالْهَوَاءِ ہے اور وَالطَّيْرَانِ کے الفاظ نہیں ہیں۔

(3) توسین والی عبارت عقائد نسفی کے بعض نسخوں میں نہیں ہے۔

وَ أَفْضَلُ الْبَشَرِ بَعْدَ نَبِيِّنَا أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ (1) ثُمَّ عُمَرُ

الْفَارُوقُ (2) ثُمَّ عُثْمَانُ ذُو النُّوْرِ (3) ثُمَّ عَلِيٌّ (4) - وَخِلَافَتُهُمْ ثَابِتَةٌ

عَلَى هَٰلَکَرْتِیْبٍ - وَالْخِلَافَةُ ثَلَاثُونَ سَنَةً ثُمَّ بَعْدَهَا مُلْكُ

وَإِمَارَةُ الْمُسْلِمُونَ لَا بُدَّ لَهُمْ مِنْ إِمَامٍ يَقُومُ بِتَنْفِذِ أَحْكَامِهِمْ، وَ

إِقَامَةِ حُدُودِهِمْ، وَ سَدِّ ثُغُورِهِمْ، وَتَجْهِيْزِ جُيُوشِهِمْ، وَآخِذِ

صَدَقَاتِهِمْ، وَفَهْرِ الْمُتَغَلَّبَةِ وَالْمُنْتَصِّصَةِ وَفُطَاعِ الطَّرِيقِ، وَإِقَامَةِ

الْجُمُعِ وَالْأَعْيَادِ، وَقَطْعِ الْمُنَازَعَاتِ الْوَاقِعَةِ بَيْنَ الْعِبَادِ، وَقَبُولِ

الشَّهَادَةِ الْقَائِمَةِ عَلَى الْحُقُوقِ، وَتَزْوِیْجِ الصَّغَارِ الذِّیْنَ لَا أَوْلِیَاءَ

وَقِسْمَةِ الْغَنَائِمِ -

ترجمہ: اور ہمارے نبی کے بعد تمام انسانوں سے افضل حضرت ابو بکر صدیق (1) پھر عمر

فاروق، پھر عثمان ذوالنورین پھر علی المرتضیٰ (2) ہیں اور ان کی خلافت (اقامت دین کے

سلسلہ میں) اسی ترتیب پر ہے۔ اور خلافت تیس سال تک رہی ہے۔ اس کے بعد سلطنت

اور امارت ہے۔ (2) اور مسلمانوں کے لئے کوئی امام ہونا ضروری ہے جو ان پر احکام

شریعت نافذ کرے، ان پر حدود قائم کرے، ان کی سرحدوں کی حفاظت کرے، ان کا

لشکر تیار کرے، ان سے صدقات وصول کرے، ظالموں اور غاصبوں اور چوروں اور



ڈاکوؤں کو مغلوب کرے، جمعہ وعیدین کی نمازوں کا انتظام کرے، لوگوں کے درمیان واقع ہونے والے جھگڑوں کا خاتمہ کرے، حقوق پر قائم کی جانے والی شہادتیں قبول کرے، ان نابالغ لڑکوں اور لڑکیوں کی شادی کرے جن کا کوئی ولی نہیں، اموال غنیمت تقسیم کرے اور ان کے علاوہ سارے کام انجام دے۔

(1) لندن کے مطبوعہ نسخہ میں بَعْدَ نَبِيِّنَا کی بجائے بَعْدَ الْأَنْبِيَاءِ أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقِ ہے۔

یعنی تمام نبیوں کے بعد سب سے افضل حضرت ابوبکر صدیق ہیں، اور یہی زیادہ درست معلوم ہوتا ہے  
(2) عَنْ سَفِينَةَ مَرْفُوعًا خِلَافَةُ ثَلَاثُونَ عَامًا ثُمَّ يَكُونُ بَعْدَ ذَلِكَ الْمَلِكُ وَ فِي رِوَايَةٍ:  
الْخِلَافَةُ بَعْدِي ثَلَاثُونَ سَنَةً ثُمَّ يَكُونُ مُلْكًا عَصُوصًا۔

۵۰۴

النبراس :

قریش ہونا اس لئے شرط ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: الْأَيْمَةُ مِنَ الْقُرَيْشِ کہ امام قریش ہونا چاہئے۔ اور یہ حدیث اگرچہ خبر احاد ہے لیکن جبکہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے انصار کے مقابلہ میں حجت بنا کر روایت کی اور اس کے بعد پھر کسی نے ان کا انکار نہ کیا تو گویا مجمع علیہم متفق علیہ ہو گئی۔

لیکن خوارج اور بعض معتزلہ کے نزدیک امام کا قریشی ہونا کچھ ضروری نہیں بلکہ جو مسلمان اس کی قابلیت رکھتا ہو وہ امام ہو سکتا ہے۔ اور امام کا قریشی ہونا شاید حضرت نے اس لئے مقرر کیا ہو کہ امام بنانے سے غرض انتظام ہے اور لوگوں کی عادت یوں ہے کہ وہ سردار کے بعد اس کے ہم قوم کو مانتے ہیں غیر کا انکار کر بیٹھتے ہیں، اور سردار سب کے نبی ﷺ ہیں اور آپ ﷺ قریش تھے اس لئے آپ ﷺ نے یہ فرمایا۔ وَاللَّهُ أَعْلَمُ عَقَائِدِ الْإِسْلَامِ

صاحب نبراس نے کہا ہے کہ اس حدیث کو خبر واحد کہنا قلت تتبع احادیث کی وجہ سے ہے جیسا کہ متکلمین کی عادت ہے۔ بلکہ یہ حدیث متواتر ہے اور چالیس صحابہ سے مروی ہے۔ (النبراس: ۵۲۵)

اور حدیث سے مراد الْأَيْمَةُ مِنَ الْقُرَيْشِ ہے۔

(3) الْمَتَغَلَّبَةُ أَيْ الْغَالِبِينَ بِلَاحِقٍ مِنَ الظُّلْمَةِ وَالْغَاصِبِينَ۔ وَالْمُتَلَصِّصَةِ أَيْ السَّارِقِينَ

الْمُبَالِغِينَ فِي السَّرِقَةِ۔ (النبراس: ۵۱۳)

الصَّغَارُ جَمْعُ صَغِيرٍ كَالْكَرَامِ جَمْعُ كَرِيمٍ وَالصَّغَائِرُ جَمْعُ صَغِيرَةٍ كَالْغَنَائِمِ جَمْعُ حَاشِيَةِ نَبْرَاسٍ: ۵۱۳

ثُمَّ يَنْبَغِي أَنْ يَكُونَ الْإِمَامُ ظَاهِرًا لَا مَخْفِيًّا وَلَا مُنْتَظَرًا خُرُوجَهُ يَكُونُ مِنْ قُرَيْشٍ وَلَا يَجُوزُ مِنْ غَيْرِهِمْ وَلَا يَخْتَصُّ بِنَبِيِّ هَاشِمٍ وَ عَلِيٍّ ﷺ وَ لَا يَشْتَرِطُ فِي الْإِمَامِ أَنْ يَكُونَ مَعْصُومًا، وَلَا أَنْ يَكُونَ أَفْضَلَ مِنْ أَهْلِ زَمَانِهِ، وَ يَشْتَرِطُ أَنْ يَكُونَ مِنْ أَهْلِ الْوِلَايَةِ الْمُطِ الْكَامِلَةِ، سَائِسًا قَادِرًا عَلَى تَنْفِيزِ الْأَحْكَامِ وَحِفْظِ حُدُودِ دَارِ

الْإِسْلَامِ، وَ إِنْصَافِ الْمَظْلُومِ مِنَ الظَّالِمِ، وَ لَا يَنْعَزِلُ الْإِمَامُ بِالْفِسْقِ وَالْجَوْرِ۔

ترجمہ پھر امام (1) کو ظاہر ہونا چاہئے (تا آنکہ لوگ) اس کی طرف رجوع کر سکیں اور روپوش نہ ہو، اور نہ اس کے ظہور کا انتظار کیا جانے والا ہو، اور امام قریش سے ہونا چاہیے (2) غیر قریش سے جائز نہیں ہے۔ (3) اور بنی ہاشم اور اولاد علی کے ساتھ مخصوص نہیں، اور امامت میں اس کا معصوم ہونا شرط نہیں ہے۔ اور یہ بھی شرط نہیں ہے کہ امام اپنے زمانے کے تمام لوگوں سے افضل ہو۔ اور امام کے لیے یہ شرط ہے کہ ولایت مطلقہ کاملہ کا اہل ہو (یعنی مسلمان، مرد، آزاد، عاقل اور بالغ ہو) مسلمانوں کے کام انجام دینے پر قابو کرنے والا ہو، احکام نافذ کرنے اور دارالسلام کی سرحدوں کی حفاظت کرنے، اور مظلوم کو ظالم سے انصاف دلانے پر قادر ہو۔ امام کو فسق اور ظلم کی وجہ سے معزول نہیں کیا جائے گا۔ (4)

(1) امام کی تعریف: امام کے لئے سب اہل زمانہ سے اچھا ہونا یا ہاشمی یا علوی ہونا یا معصوم ہونا شرط نہیں۔ اپنے اہل زمانہ سے اچھا ہونا اس لئے شرط نہیں کہ اول تو کسی کا سب اہل زمانہ سے اچھا ہونا یقینی ہو، ملنا مشکل بلکہ محال ہے۔ دوسرے امامت ایک مسلمان کی خدمت ہے۔ بسا اوقات کم رتبہ کا آدمی اعلیٰ رتبہ کے آدمی سے اس خدمت کو اچھی طرح ادا کر سکتا ہے۔ ہاشمی یا علوی اس لئے شرط نہیں کہ ابو بکر صدیق اور عمر فاروق و عثمان ذی النورین ؓ قطعی امام تھے حالانکہ یہ نہ ہاشمی تھے نہ علوی بلکہ قریش تھے۔ ہاں اگر ہاشمی یا اولاد فاطمہ کو امام بنایا جائے تو اولیٰ ہے۔ معصوم ہونا اس لئے شرط نہیں کہ شرط ہونے کے لئے کوئی دلیل قطعی چاہئے اور اس کے لئے کوئی دلیل نہیں۔ (عقائد السلام)

فِي غِيَاثِ اللُّغَاتِ قُرْبُ الْقُرْبَى وَفَتْحَ الرَّاءِ مَهْلِكُهُ وَسَوْنٌ مُعْجَمَةٌ مَنْسُوبَةٌ بِطَرَفِ قُرَيْشٍ كَمَا نَامَ قَبِيلُهُ سِتْرًا  
مَعْرُوفٌ وَبَدْرُ آلِ قَبِيلِهِ نَضْرِبْنَ كَنَانَهُ اسْتَأْذِنَ مِنْهُ لِقَائِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقُرَيْشٌ دِرَاصِلُ لَقْبِهِ قُرَشٌ سِتْرٌ -  
(حاشیہ نمبر اس ۵۲۵)

وَتَجُوزُ الصَّلَاةُ خَلْفَ كُلِّ بَرٍّ وَفَاجِرٍ وَيُصَلِّي عَلَى كُلِّ بَرٍّ وَ  
يُكْفَرُ (١) عَنْ ذِكْرِ الصَّحَابَةِ إِلَّا بِخَيْرٍ وَنَشْهَدُ بِالْجَنَّةِ لِلْعَشْرَةِ  
الْمُبَشِّرَةِ الَّذِينَ بَشَّرَهُمُ النَّبِيُّ ﷺ بِالْجَنَّةِ. وَنَرَى الْمَسْحَ عَلَى الْخَفَيْنِ فِي  
السَّفَرِ وَالْحَضَرِ وَلَا نُحَرِّمُ نَبِيذَ الثَّمَرِ وَلَا يَبْلُغُ وَلِيَّ دَرَجَةِ الْأَنْبِيَاءِ  
يَصِلُ الْعَبْدُ إِلَى حَيْثُ يَسْقُطُ عَنْهُ الْأَمْرُ وَالنَّهْيُ، وَالنُّصُوصُ تُخَذُ  
عَلَى ظَوَاهِرِهَا وَالْعُدُولُ عَنْهَا إِلَى مَعَانٍ يَدَّعِيهَا أَهْلُ الْبَاطِنِ إِذَا  
وَكُفِّرُوا، وَرَدُّ النُّصُوصِ كُفْرٌ، وَاسْتِحْلَالُ الْمَعْصِيَةِ كُفْرٌ وَالِاسْتِثْنَاءُ  
بِهَا كُفْرٌ. وَالِاسْتِثْنَاءُ عَلَى الشَّرِيعَةِ كُفْرٌ وَالْيَأْسُ مِنَ اللَّهِ كُفْرٌ وَالْأَلَّا

(4) فسق و فجور سے امام کو معزول نہ کرنا چاہیے اگر امام سے کوئی گناہ سرزد ہو جائے خواہ کبیرہ ہو یا صغیرہ یا کسی پر وہ ظلم کر بیٹھے۔ اس سبب سے مسلمانوں کو نہ چاہیئے کہ اس امام کو برطرف کر دیں۔ ہاں اس کو حتی المقدور اس سے باز رکھیں، کیونکہ برطرف کرنے میں فتنہ عظیم ہے۔ اس لئے کہ وہ صاحب شوکت ہے۔ اس کی برطرفی میں بھی ایک جم غفیر ہوگا، مسلمانوں میں قتال و جدال واقع ہوگا۔ دوسرے جب امام کے لئے معصوم ہونا شرط نہیں تو گناہ کے سبب سے اس کا معزول کرنا محض بیجا ہے۔ اسی سبب سے سلف خلفاء راشدین کے بعد آئمہ کرام، فاسقین اور جاہرین کی بھی اطاعت کرتے رہے اور ان کے ساتھ جمعہ اور اعیاد پڑھتے رہے اور ان پر چڑھائی کرنے کو برا سمجھتے تھے۔ لیکن امام شافعی رَحْمَہُ اللہ کے نزدیک فسق و فجور سے امام کو معزول کر دینا چاہیے اور اسی طرح ہر قاضی اور امیر کو برطرف کر دینا چاہیے کیونکہ ان کے نزدیک اصل یہ ہے کہ فاسق اہل ولایت نہیں پس جبکہ اس نے اپنے نفس کی

ترجمہ: ہر نیک و بد کے پیچھے نماز جائز ہے اور ہر نیک و بد کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی۔ اور خیر کے علاوہ کسی طریقہ پر صحابہ کے ذکر کو زبان سے روکا جائے گا۔ اور ہم ان دس کے لئے جنت کی گواہی دیتے ہیں جن کو نبی ﷺ نے بشارت دی۔ (2) اور ہم سفر اور حضر میں موزوں پر مسح کو جائز سمجھتے ہیں۔ اور ہم نبی کو حرام نہیں سمجھتے۔ اور کوئی بھی ولی نبیوں کے درجہ کو نہیں پہنچ سکتا (کیونکہ نبی معصوم ہوتے ہیں) اور کتاب و سنت کے نصوص

(آیات واحادیث) اپنے ظاہری معانی پر محمول کی جائیں گی اور ان ظاہری معانی کی طرف سے عدول کرنا (ہٹنا) جن کا اہل باطن دعویٰ کرتے ہیں، بے دینی اور کفر ہے۔ نصوص کا رد کرنا بھی کفر ہے۔ گناہ کو حلال جاننا بھی کفر ہے، ہلکا سمجھنا کفر ہے۔ شریعت کا مذاق اڑانا کفر ہے۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ناامید ہونا کفر ہے۔ اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بے خوف ہونا کفر ہے اور ایسی بات میں کاہن کی تصدیق کرنا جس کی وہ غیب کے بارے میں خبر دے کفر ہے۔ اور معدوم کوئی چیز نہیں۔ اور مردوں کے واسطے زندوں کی دعائیں اور مردوں کی طرف سے زندوں کے صدقات و خیرات کرنے میں مردوں کو نفع ہوتا ہے۔

(1) ایک نسخہ میں نُحَکِّفُ مذکور ہے۔ یعنی صحابہ کرام کا جب بھی ذکر کیا جائے تو بھلائی کے ساتھ ہو۔ کیونکہ حدیث میں ان کی تعریفیں کی گئی ہیں، ان کے فضائل و مناقب بیان ہوئے ہیں اور انہیں جنت کی بشارت دی گئی ہے۔ ان کی شان میں قرآن کریم میں آیا ہے:

{ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَ رَضُوا عَنْهُ }

القرآن الحکیم 8:98 البینہ

ترجمہ: اللہ ان سے راضی ہوا اور وہ اللہ سے راضی ہوئے۔

(2) عشرہ مبشرہ سے مراد وہ دس صحابہ ہیں جنہیں جنت کی بشارت دی گئی ہے۔ ان کے اسماء گرامی یہ ہیں۔ حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق، حضرت عثمان ذوالنورین، حضرت علی مرتضیٰ، حضرت طلحہ، حضرت زبیر، حضرت عبدالرحمن بن عوف، حضرت سعد بن ابی وقاص، حضرت سعید بن زید، اور حضرت ابوسبیدہ بن الجراحؓ۔

راقم الحروف نے ان نفوس قدسیہ کے حالات اور مراتب صحابہ کرام کا ذکر شرح عقائد نسفی میں کر دیا ہے۔ یہاں زیادہ تفصیل کی گنجائش نہیں۔ ایک نسخہ میں یَجُوزُ الصَّلَاةُ قَبْلَهُ ہے۔

لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ إِنِّي كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِينَ

وَاللَّهُ تَعَالَى يُجِيبُ الدَّعَوَاتِ وَ يَقْضِي الْحَاجَاتِ۔ وَمَا يُخْبِرُ بِهِ النَّبِيُّ  
مِنْ أَشْرَاطِ السَّاعَةِ مِنْ خُرُوجِ الدَّجَالِ وَ دَابَّةِ الْأَرْضِ وَ يَأْجُوجَ  
مَأْجُوجَ وَ نُزُولِ عِيسَى مِنَ السَّمَاءِ وَ طُلُوعِ الشَّمْسِ مِنْ مَغْرِبِهَا  
فَهُوَ حَقٌّ وَ الْمُجْتَهِدُ قَدْ يُخْطِئُ وَ قَدْ يُصِيبُ وَ رُسُلُ الْبَشَرِ أَفْضَلُ مِنْ  
رُسُلِ الْمَلَائِكَةِ وَ رُسُلُ الْمَلَائِكَةِ أَفْضَلُ مِنْ عَامَّةِ الْبَشَرِ وَ عَامَّةُ  
الْبَشَرِ أَفْضَلُ مِنْ عَامَّةِ الْمَلَائِكَةِ۔

(تَمَّ بِتَوْفِيقِ اللَّهِ تَعَالَى وَ عَوْنِهِ)

ترجمہ: اور اللہ تعالیٰ دعائیں قبول کرتا ہے، اور حاجات (ضرورتیں) پوری فرماتا ہے (1)  
اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے قیامت کی جو علامات بیان فرمائی ہیں برحق ہیں۔ (مثلاً) دجال اور  
دابة الارض، یا جوج اور ماجوج کا خروج، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان سے نزول اور  
آفتاب کا مغرب سے طلوع ہونا (2) اور (عقلیات و شریعات اصلیہ و فرعیہ میں) اجتہاد  
کرنے والا کبھی خطا (غلطی) کرتا ہے اور کبھی صواب (درستی) پر ہوتا ہے (3) اور  
انسانوں کے رسول فرشتوں کے رسولوں سے افضل ہیں۔ اور فرشتوں کے رسول عام  
انسانوں سے افضل ہیں۔ اور عام انسان (مسلمان) عام فرشتوں سے افضل ہیں۔ (4)

(۱) چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

{ وَ قَالَ رَبُّكُمْ ادْعُونِيْ اَسْتَجِبْ لَكُمْ غَافًا (60:40) }

ترجمہ: آپ کے رب نے فرمایا مجھ سے دعا کرو میں (ضرور) قبول کروں گا۔

وَ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی:

{وَ اِذَا سَاَلَكَ عِبَادِيْ عَنِّيْ فَاِنِّيْ اُخَبِّرُ بِدَعْوَةِ الدَّاعِ اِذَا لَبَّاهُ}

البقرہ ۲: ۱۸۶

ترجمہ: (اے حبیب) جب میرے بندے میرے بارے میں آپ سے دریافت کریں تو (آپ فرمادیں کہ) بیشک میں (ان کے) قریب ہوں۔ دعا کرنے والے کی دعا کو (اپنی حکمت کے مطابق) قبول کرتا ہوں۔

وَ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی:

{ اَمَنْ يُجِيبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاہُ وَيَكْشِفُ السُّوءَ (62:26) }

ترجمہ: (بتاؤ) کون قبول کرتا ہے بیقرار کی دعا جب وہ اسے پکارے اور (کون)

تکلیف دہر کرتا ہے۔

(2) علامات قیامت کی دو قسم ہے۔ علامات صغریٰ، علامات کبریٰ۔

علامات صغریٰ سے مراد قیامت کی چھوٹی نشانیاں ہیں۔ ان میں سے بعض ظاہر ہو چکی ہیں اور بعض کا ظہور ہو رہا ہے جن کا سلسلہ حضرت امام محمد مہدی ؑ تک جاری رہے گا۔

علامات کبریٰ سے مراد قیامت کی بڑی علامتیں ہیں۔ حضرت مصنف نے صرف بڑی علامتوں میں سے پانچ علامات قیامت کا ذکر کیا ہے۔ دیگر علامتوں کو اختصار کے

پیش نظر چھوڑ دیا ہے جن کا تفصیلی ذکر راقم الحروف نے شرح عقائد نسفی میں کر دیا ہے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں تشہد کے بعد یہ دعا مانگتے تھے۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيْحِ  
الدَّجَالِ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَفِتْنَةِ الْمَمَاتِ۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ  
الْمَأْثَمِ وَمِنَ الْمَغْرَمِ ۔

ترجمہ: اے اللہ! میں تجھ سے، مسیح دجال کے شر سے اور زندگی و موت کے فتنوں سے

تیری پناہ چاہتا ہوں۔ اے اللہ! بیشک میں گناہ اور قرض سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔

(3) حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص ؓ راوی ہیں۔ رسول اللہ نے فرمایا:

اِذَا حَكَمَ الْحَاكِمُ فَاجْتَنِبْ ثُمَّ اَصَابَ فَلَهُ اَجْرَانِ ، وَ اِذَا حَكَمَ فَاجْتَنِبْ  
ثُمَّ اَخْطَاىَ فَلَهُ اَجْرٌ۔

الصحيح البخارى كتاب الاعتصام بالكتاب والسنة، باب ۲۱، حديث: ۷۳۵۲

ترجمہ: کہ جب حاکم حکم کرے پس وہ کوشش کرے پھر وہ درست کرے تو اس کے لئے دو ثواب ہیں اور اگر وہ حکم کرے پھر کوشش کرے کہ فیصلہ درست ہو پھر غلطی کر جائے تو اس کو ایک ثواب ہے۔

(4) فرقہ معتزلہ، فلاسفہ اور بعض اشاعرہ کے نزدیک فرشتے بنی آدم (انسان)

سے افضل ہیں۔

ذَهَبَ الْمُعْتَزِلَةُ وَالْفَلَّاسِفَةُ وَ بَعْضُ الْأَشَاعِرَةِ كَالْقَاضِي أَبِي بَكْرٍ  
الْبَاقِلَانِيَّ وَ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ الْحَلِيمِيَّ وَالْأُسْتَاذِ أَبِي إِسْحَاقَ الْأَسْفَرَايِيَّ وَالشَّيْخَ  
الذِّينِ بْنِ الْعَرَبِيِّ صَاحِبِ الْفُتُوْحَاتِ إِلَى تَفْصِيْلِ (بَلَاءِ الْمُنَافِقِينَ) (۵۹)

ترجمہ: معتزلہ، فلاسفہ اور بعض اشاعرہ جیسے قاضی ابوبکر باقلانی، ابوعبداللہ حلی، استاذ ابواسحاق اسفرائی اور صاحب فتوحات شیخ محی الدین ابن عربی ملائکہ کی فضیلت کی طرف گئے ہیں۔

وَقَالَتِ الْفَرِیَّةُ وَالْمُعْتَزَلَةُ بِأَجْمَعِهِمُ الْمَلَائِكَةُ أَفْضَلُ مِنْ بَنِي آدَمَ  
(اصول الدین ۱۹۰)

ترجمہ معتزلہ اور معتزلہ نے ”فرشتوں کی بنی آدم پر فضیلت“ پر اجماع کا قول کیا ہے۔

اور ان کے دلائل میں سے ایک یہ آیت کریمہ ہے کہ وہ فرشتوں کی فضیلت پر اس سے استدلال کرتے ہیں۔

{لَنْ يَسْتَنْكِفَ الْمَسِيحُ أَنْ يَكُونَ عَبْدًا لِلَّهِ وَلَا الْمَلَائِكَةُ الْمُقَرَّبُونَ...}

القرآن الحکیم النساء 172:4

ترجمہ مہرگز عار نہ سمجھے گا مسیح علیہ السلام کہ وہ بندہ ہو اللہ کا اور نہ ہی مقرب فرشتے اس کو عار سمجھیں گے۔

اس آیت سے یہ نہیں ثابت ہوتا کہ فرشتے انسان سے افضل ہیں لیکن اس میں تو اس بات کا بیان ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے عظیم جلال و قدر کے باوجود اور مقرب فرشتے اپنی قدر و منزلت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی عبادت سے عار اور انکار نہیں کر سکتے تو اہل مکہ اپنی گھٹیا حالت کے باوجود عبادت سے کیسے انکار کرتے ہیں۔ اور اس آیت میں فرشتوں کی فضیلت بنی آدم پر ثابت نہیں ہوتی۔ (اصول الدین)

نیز نصاریٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مستحق عبادت جانتے تھے اور فرقہ صابین فرشتوں کو۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں ان کا رد فرمایا ہے۔ (معمد: ۲۷۲)

قاضی صدر الاسلام ابوالیسر محمد بزدوی (متوفی ۹۴ھ) فرماتے ہیں:

اکثر علماء اہل السنۃ والجماعۃ نے فرمایا ہے کہ مسلمان بنی آدم فرشتوں سے افضل ہیں اور افضلیت کا استدلال اس آیت سے کیا ہے۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے:

{وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي آدَمَ وَحَمَلْنَاهُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَرَزَقْنَاهُمْ مِّنَ الطَّيِّبَاتِ فَضَلْنَاهُمْ عَلَى كَثِيرٍ مِّمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِيلًا} [سورہ ابراہیم: 70]

ترجمہ: وز بے شک ہم نے اولاد آدم کو عزت دی اور ان کو خشکی اور تری میں سوار کیا اور ان کو صاف ستھری چیزیں (روزی) دی اور ان کو اپنی بہت مخلوق سے افضل کیا۔

نیز قاضی صدر الاسلام رَحِمَهُ اللہُ ایک دوسرے مقام پر فرماتے ہیں:

کہ اہل السنۃ و الجماعۃ کے نزدیک رسل بنی آدم رسل ملائکہ سے افضل ہیں۔ عام متقی مسلمان بنی آدم عام فرشتوں سے افضل ہیں۔ عام بنی آدم فرشتوں کے رسولوں سے افضل نہیں ہیں بلکہ فرشتوں کے رسول افضل ہیں۔ یہاں تک کہ جبریل، میکائیل اور اسرافیل علیہم السلام عام بنی آدم سے افضل ہیں۔ اور اسی طرح مقرب فرشتے عام بنی آدم (اولیاء و صلحا) سے افضل ہیں۔ (اصول الدین)

یعنی عام مسلمانوں سے مراد اولیاء و صلحا ہیں۔ فساق قسم کے لوگ مراد نہیں ہیں کیونکہ وہ تو جانوروں سے بدتر ہیں۔

نیز امام بزدوی رَحِمَهُ اللہُ فرماتے ہیں:

کہ ساری مخلوق سے حضرت سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم افضل ہیں۔ پھر بنی آدم کے رسول پھر فرشتوں کے رسول، پھر انبیاء بنی آدم سے افضل ہیں۔ پھر اتقیاء عام بنی آدم



سے افضل ہیں۔ پھر عام فرشتوں سے افضل ہیں۔ اور اکثر اہل سنت و جماعتی قول پر ہیں۔ حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق، حضرت عثمان غنی اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سب رسولوں اور نبیوں کے بعد سب سے افضل ہیں۔ پھر ان کے بعد عشرہ مبشرہ میں سے ۶ صحابہ کا درجہ ہے۔ (اصول الدین)

امام ابوشکور محمد بن عبدالسعد سلمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

لَا خِلَافَ بَأَنَّ الْجِنَّ أَفْضَلُ مِنَ الشَّيَاطِينِ وَالْإِنْسِ أَفْضَلُ مِنَ الْجِنِّ فِي الْجُمْلَةِ وَالْمُطِيعِ مِنَ الْجِنِّ أَفْضَلُ مِنَ الْعَاصِي مِنَ الْإِنْسِ لِأَنَّ مِنَ الْإِنْسِ الرُّسُلَ صَلَوَاتُ اللَّهِ عَلَيْهِمْ وَ لَيْسَ مِنَ الْجِنِّ أَنْبِيَاءُ وَأَمَّا الْأَوْلِيَاءُ أَفْضَلُ مِنَ عَامَّةِ الْمُؤْمِنِينَ وَالْأَنْبِيَاءُ أَفْضَلُ مِنَ الْأَوْلِيَاءِ وَالرُّسُلُ أَفْضَلُ مِنَ الْأَنْبِيَاءِ وَ أَوْلُوا الْعَزَمِ أَفْضَلُ مِنَ الْمُرْسَلِينَ وَأَمَّا الْمَلَائِكَةُ فَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ الْمَلَائِكَةُ أَفْضَلُ مِنَ الْمُرْسَلِينَ وَالْأَنْبِيَاءُ وَ هُوَ قَوْلُ الْمُعْتَزَلَةِ۔

نیز فرماتے ہیں:

لَا خِلَافَ عِنْدَ أَهْلِ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ أَنَّ جِبْرِيلَ وَ مِيكَالَ وَ إِسْرَافِيلَ وَ عِزْرَائِيلَ وَالرُّسُلَ مِنَ الْمَلَائِكَةِ أَفْضَلُ مِنَ الْإِنْسِ بِكَرِّ

تمہید لابی شکور سلمی ۱۴

فرشتوں کا رسول ہونا اس آیت سے ثابت ہے۔

{ اللَّهُ يَصْطَفِي مِنَ الْمَلَائِكَةِ رُسُلًا وَ هُنَّ الْمَلَائِكَةُ 75:24 }

ترجمہ اللہ (ہی کا کام ہے کہ) وہ چن لیتا ہے فرشتوں میں سے رسولوں کو اور انسانوں میں سے۔

فرشتوں کے رسول جبرائیل، میکائیل، اسرافیل اور عزرائیل ہیں۔

حافظ الدین ابوالبرکات عبداللہ نسفی رحمۃ اللہ فرماتے ہیں:

وَ خَوَاصُّ بَنَى آدَمَ وَ هُمُ الْمُرْسَلُونَ أَفْضَلُ مِنْ جُمْلَةِ الْمَلَائِكَةِ وَ عَوَامُّ آدَمَ مِنَ الْأَتْقِيَاءِ أَفْضَلُ مِنْ عَوَامِّ الْمَلَائِكَةِ وَ خَوَاصُّ الْمَلَائِكَةِ أَفْضَلُ مِنْ عَوَامِّ بَنَى آدَمَ وَ الْمَلَائِكَةُ عَمْدَةُ الْعُقَائِدِ

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ فرماتے ہیں:

وَ إِنَّ أَفْضَلَ الْخَلْقِ حَبِيبُ اللَّهِ الْمُصْطَفَى فَخَلِيلُهُ إِبْرَاهِيمُ، فَمُوسَى وَ نُوْحٌ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ وَ هُمُ أَوْلُوا الْعَزَمِ فَسَائِرُ الْأَنْبِيَاءِ قَالِ الْمَلَائِكَةُ وَ أَفْضَلُهُمْ جِبْرِيلُ فَأَبُو بَكْرٍ فَعُمَرُ فَعُثْمَانُ فَعَلِيٌّ فَبَاقِي الْعَشْرَةِ فَأَهْلُ بَدْرِ فَأَهْلُ الْبَيْتِ الْحَدِيثِيِّ فَسَائِرُ الصَّحَابَةِ فَبَاقِي الْأُمَّةِ عَلَى اخْتِلَافِ أَوْصَافِهِمْ۔ (کتاب نقایہ مع اتمام الدراہ، ۱۸۸)

غرضیکہ اکثر اہل السنۃ والجماعۃ کے نزدیک انسان افضل ہے جیسا کہ

( بنی اسرائیل 70) سے ثابت ہوتا ہے۔

نیز اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

{ لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ فِي أَحْسَنِ تَقْوِيمٍ }

القرآن الحکیم التین 4:95

ترجمہ بے شک ہم نے آدمی کو بہترین صورت پر بنایا۔

{ إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَ عَمِلُوا الصَّالِحَاتِ هُمْ خَيْرُ الْبَرِيَّةِ }

القرآن الحکیم البینہ 7:98

ترجمہ موزیقینا جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کئے وہی ساری مخلوق سے بہتر ہیں۔

حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے دلائل کے تعارض کی وجہ سے اس مسئلہ میں توقف

فرمایا ہے۔

النبراس: ۶۰۲ شرح فقہ اکبر

لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ - إِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ.

رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوبَنَا بَعْدَ إِذْ هَدَيْتَنَا وَ هَبْ لَنَا مِنْ لَدُنْكَ رَحْمَةً إِنَّكَ أَنْتَ الْوَهَّابُ.

اللَّهُمَّ رَحِمَتَكَ أَرْجُوا فَلَا تُكِلْنِي إِلَى نَفْسِي طَرْفَةَ عَيْنٍ وَ أَصْلِحْ لِي شَأْنِي كُلَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ يَا قَيُّوْمُ بِرَحْمَتِكَ أَسْتَغِيْثُ.

رَبَّنَا اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِينَ يَوْمَ يَقُومُ الْحِسَابُ.

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ وَتُبْ عَلَيْنَا إِنَّكَ أَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ.

وَصَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَى خَيْرِ خَلْقٍ مُحَمَّدٍ وَ آلِهِ وَ أَصْحَابِهِ أَجْمَعِينَ - آمِينَ

ابوعاصم

## مؤلف کی دیگر تالیفات

- (1) الفتح القدسی فی تفسیر آیۃ الکرسی
- (2) حیات امام ابو منصور محمد ماتریدی
- (3) شرح اسماء الحسنی
- (4) فضائل اولیاء اللہ تعالیٰ
- (5) شرح اسماء المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم
- (6) کتاب الاحسان
- (7) شرح حدیث جبریل
- (8) شرح دعائوت
- (9) مصباح الفرائد فی ترجمۃ العقائد
- (10) مقالات
- (11) شرح عقائد نسفی
- (12) خلاصۃ الصرف
- (13) شرح فقہ اکبر
- (14) خلاصۃ الخو
- (15) شرح العقیدۃ الطحاویہ
- (16) فضائل مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم
- (17) شرح عمدۃ العقائد
- (18) محبوب کائنات صلی اللہ علیہ وسلم
- (19) عظمت قرآن مجید
- (20) فضائل صحابہ کرام
- (21) سیرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم
- (22) فضائل رمضان
- (23) معراج مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم
- (24) ذکر الانبی صلی اللہ علیہ وسلم
- (25) ذکر حضرت سیدنا حسین رضی اللہ عنہ
- (26) ذکر خلیل صلی اللہ علیہ وسلم
- (27) کتاب الحج
- (28) ذکر اجداد انبی صلی اللہ علیہ وسلم
- (29) طریقہ حج و عمرہ اور دعائیں
- (30) فضائل مکہ



(32) فضائل مدینہ

(31) سبیل الرشاد فی حقوق العباد

(33) آداب تلاوت قرآن مجید



.....

.....